قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 14 اکتوبر 2022ء | 17 ربیع الاول 1444 ہجری قمری | 14 اخاء 1401 ہجری شمسی | جلد 4 | شمارہ 222

ارشاد باری تعالیٰ

مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۶۲﴾ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًی ۙ لَّہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۶۳﴾

(البقرہ: 263-262)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اگاتا ہو ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے اس سے بھی بہت بڑھا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر جو وہ خرچ کرتے ہیں اس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

فرمانِ رسولؐ

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ عَنۡ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَقَصَتۡ صَدَقَةٌ مِنۡ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبۡدًا بِعَفۡوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: صدقہ نے کبھی کسی مال کو کم نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ عفو کرنے کے باعث بندے کو عزت میں ہی بڑھاتا ہے نیز جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قدر و منزلت میں بڑھاتا ہے۔

(صحیح مسلم، کِتَابُ الۡبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالۡآدَابِ، بَابُ اسۡتِحۡبَابِ الۡعَفۡوِ وَالتَّوَاضُعِ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

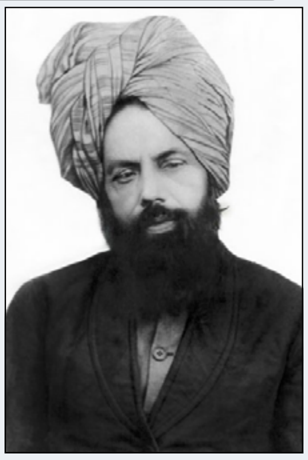

- میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ ... اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے... چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان مٹا دیں جب یہ حالت ہو گئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں؟ خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشا کی تعمیل ہے۔ یہ وعدے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے دے گا میں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 394-393 ایڈیشن 1985ء)

- ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ غربا کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہ غربا کی جماعت ہے تاہم میں دیکھتا ہوں کہ ان میں صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجھ کر حتی المقدور اس کے لئے خرچ کرنے سے فرق نہیں کرتے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 25 ایڈیشن 1985ء)

- تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اَور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے... تم یقیناً سمجھو یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 498-497)

فرمان خلیفہ وقت

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کے افراد کو صرف آپ کی زندگی میں ہی قربانیوں اور اخلاص و وفا میں نہیں بڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آج سے تقریباً ایک سو تیس سال قبل جو جماعت قائم فرمائی تھی اس جماعت میں ایسے قربانی کرنے والے مخلصین عطا فرماتا رہا ہے اور عطا فرما رہا ہے جو دین کی خاطر، اپنی طاقت کے مطابق اور بسا اوقات اپنی استطاعت و طاقت سے بڑھ کر قربانیاں کر رہے ہیں اور ان معیاروں پر بھی پورا اتر رہے ہیں اور ان وعدوں سے بھی حصہ لے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائے ہیں۔ یہ معیار اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے قائم کردہ اس جماعت میں ہی نظر آتے ہیں جس کی چند مثالیں اس زمانے کی میں پیش کرتا ہوں۔ یہ واقعات دنیا کے مختلف ملکوں میں پھیلے ہوئے لوگوں کے ہیں جو اس عہد کو نبھا رہے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنا مال پیش کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ ذکر کیا ہوا ہے کہ ایک موقع پر ایک مولوی نے مسجد میں مالی قربانی کی تحریک کی تو وہاں اس کی بیوی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ سن کر اس پہ بڑا اثر ہوا اور گھر آ کر اس نے بھی اس مقصد کے لئے، مسجد کے لئے اپنا زیور اتار کر دیا۔ مولوی نے کہا یہ تو صرف لوگوں کے لئے تھا تمہارے لئے نہیں ہے۔ تم قربانی نہ کرو۔

(خطبہ جمعہ 9 نومبر 2018ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- حمد باری تعالیٰ (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- جنوبی کوریا کا تعارف اور احمدیت کے قیام کی مختصر تاریخ
- مکرم چوہدری عبد اللہ صاحب مرحوم کا ذکر خیر

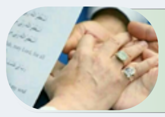

دربارِ خلافت

تم صبر اور صلوۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے بھیجا ہے، خدا تعالیٰ جس نے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو بھیجا، اُس نے ہمیں فرمایا کہ مجھ میں ہو کر میرے راستوں کو تلاش کرو۔

اور خدا تعالیٰ میں ہو کر اُس کے راستے کی تلاش کس طرح کرنی ہے؟ فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرۃ: 154) کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، صبر اور دعا کے ساتھ اللہ کی مدد مانگو، اللہ یقیناً صابروں کے ساتھ ہوگا۔ پس یہ اللہ ہے جس سے مدد مانگی جائے تو بڑی سے بڑی روک بھی ہوا میں اُڑ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو تمام قدرتوں والا ہے، اللہ تعالیٰ جو اپنے جلال کے ساتھ سب طاقتوں کا مالک ہے، وہ ہر انہونی چیز کو ہونی کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک ہر زمانے اور ہر قوم اور ہر انسان کے لئے نجات دہندہ کے طور پر بنا کر بھیجا ہے جس نے قرآنِ کریم آپ پر نازل فرما کر تمام انسانوں کے لئے شریعت کو کامل کر دیا جس میں ہر زمانے کے دینی اور دنیاوی مسائل کا حل بھی ہے، جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے میں اسلام کے احیائے نَو کے لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب ایسے حالات آئیں کہ روکیں سامنے نظر آئیں، جب ایسے حالات آئیں کہ تمہاری عقلیں فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں اُس وقت تم صبر اور صلوۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو۔

پس اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو گے تو بظاہر مشکل کام بھی آسان ہوتے چلے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اُس کے دین نے غالب آنا ہے لیکن تمہیں اس غلبہ کا حصہ بننے کے لئے صبر اور صلوٰۃ کی ضرورت ہے۔ لیکن کیسے صبر اور کیسی صلوٰۃ کی ضرورت ہے؟ اُس کے لئے پہلے اصول بیان ہو چکا ہے کہ اللہ میں ہو کر مجاہدہ کرو۔

صبر کے مختلف معنی لغات میں درج ہیں۔ مثلاً صبر یہ ہے کہ مستقل مزاجی اور کوشش سے برائیوں سے بچنا۔ ایک مومن اور ایک احمدی کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس دنیاوی دور میں جب ہر طرف سے شیطانی حملے ہو رہے ہیں اور برائیاں ہر کونے پر منہ کھولے کھڑی ہیں ان برائیوں سے بچنے کے لئے جہاد کرے۔ اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ پھر صبر کا مطلب ہے کہ نیکی پر ثابت قدم رہے۔ یہ نہیں کہ وقتی نیکی ہو اور جب کہیں دنیا کا لالچ اور بدی کی ترغیب نظر آئے تو نیکی کو بھول جاؤ۔ اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف ہمیشہ توجہ رہے۔ ان اعمالِ صالحہ کی قرآنِ کریم میں تلاش کی ضرورت ہے۔

پھر صبر یہ ہے کہ ہر صورت میں اپنے معاملات خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرنا۔ ہر مشکل میں، ہر پریشانی میں، ہر تکلیف میں خدا تعالیٰ کے سامنے معاملہ پیش کرنا۔ کسی بھی بات میں کوئی جزع فزع نہیں۔ پس صبر کی یہ حالتیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہو گی۔ روحانی مدارج میں ترقی ہو گی۔ دنیا کی کروڑوں کی جو دولت ہے اُس کے مقابلے میں ایک مومن کا ایک پاؤنڈ، ایک ڈالر، ایک روپیہ جو ہے وہ وہ کام دکھائے گا جو دنیا کو حیران کر دے گا۔

پھر صبر کے ساتھ برائیوں سے بچنے اور نیکیوں پر ثابت قدم ہونے اور خدا تعالیٰ کے حضور اپنے معاملات پیش کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صلوٰۃ کی بھی ضرورت ہے۔ اور صلوٰۃ کے بھی مختلف معنی ہیں۔ صلوٰۃ کے ایک معنی نماز کے ہیں۔ یعنی یہاں جو نصیحت ہے کہ مومنوں کو نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنی چاہئے اور نماز کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ صبر کے اعلیٰ نتائج اُس وقت ظاہر ہوں گے جب نمازوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی۔ پھر اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرو، استغفار کرو۔ صلوٰۃ میں یہ سب معنی آجاتے ہیں۔ پھر صرف یہ ظاہری نماز نہیں بلکہ دعاؤں کی طرف اُن کا حق ادا کرتے ہوئے توجہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرو۔ اُن کے بھی حق ادا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو۔

پس یہ وسعت صبر اور صلوۃ میں پیدا ہو گی تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت بھی حاصل ہو گی اور تمام کام آسان ہوں گے اور ہوتے چلے جائیں گے، ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے اور فضل اور رحم کے دروازے کھلیں گے۔

پس ایک مومن کا یہ کام ہے کہ اپنی کوششوں، اپنی عبادتوں، اپنی دعاؤں، اپنے اخلاق کو انتہا تک پہنچاؤ۔ جو کچھ تمہارے بس میں ہے وہ کر گزرو، پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ لیکن اگر صبر کا حق ادا نہیں کرو گے، اگر صلوٰۃ کا حق ادا نہیں کر رہے تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کے انعامات کے حصہ دار نہیں بن سکتے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ صبر کا ایک مطلب برائیوں سے بچنا بھی ہے، اس کے لئے توبہ اور استغفار کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 22 نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حمد باری تعالیٰ

وہ ستار ہے اور وہی میرا پیار
کہ در پر ہوئی جس کے میں زار زار

وہی جانتا ہے حقیقت ہے کیا
وہی بھید کھولے ہے ہم پر ہزار

وہی ذات قدرت وہی بادشاہ
وہی سب کی سنتا ہے آہ و پکار

وہی پیار سے گود میں لے ہمیں
بنے مشکلوں میں ہماری مہار

سبھی کو فنا ہے جہاں میں یہاں
کہ زندہ خدا تو ہے پروردگار

ترے بن مرے دل کے چاروں طرف
عجب ایک پھیلا ہوا تھا غبار

سمندر یہ دریا یہ جھرنے سبھی
اسی کی کرامت اسی کا حصار

اسی نے ہی پھولوں میں خوشبو بھری
اسی سے چمن میں بھی آئی بہار

دیا بن کے راہوں میں جلتے ہیں جو
”خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار“

دیا جیم۔ فجی

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام

’’گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو‘‘

قسط 39

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو اعلائے کلمہ حق کا کام سونپتا ہے۔ انہیں خالق کو بھولے ہوئے گمراہ لوگوں کو سمجھا بجھا کر سیدھا راستہ دکھانے کا کام کرنے کے لئے نرمی، پیار محبت اور عفو و درگزر سے دل جیت کر خدائے واحد کی طرف لانے کا طریق بتاتا ہے۔ صداقت کو دعا اور دلائل سے منوانے کا گر سکھاتا ہے۔ انبیائے کرام کی دعوت پر نیک فطرت لوگ بغیر نشان اور دلیل طلب کیے ایمان لے آتے ہیں۔بعض دلیل سے قائل ہوجاتے ہیں لیکن جاہل، غافل، ہٹ دھرم دلیل اور نشان دیکھ کر بھی مخالف رہتے ہیں۔ جب کچھ بن نہیں پڑتا تو گالی گلوچ، سب وشتم، بدزبانی، ایذادہی اور مار دھاڑ پر اتر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اپنے فرستادہ کے ساتھ ہوتی ہے وہ انہیں بتدریج بلندیوں کی طرف لے کر جاتا ہے جس سے دشمنوں کے غیظ وغضب جلن اور انتقام کی آگ میں اضافہ ہوتا ہے۔ عدو شور وفغاں میں بڑھتا ہے تو اللہ والے صبر اور برداشت سے کام لیتے ہیں یار نہاں میں نہاں ہوجاتے ہیں۔

جب ہو گئے ہیں ملزم اترے ہیں گالیوں پر
ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگِ جفا یہی ہے

قرآن کریم نے انبیاءے کرام سے ایسے سلوک کو محفوظ کیا ہے

- وَلَقَدۡ كَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۸۱﴾

(الحجر:81)

اور انہوں نے کہا اے وہ شخص جس پر ذکر اتارا گیا ہے! یقیناً تو مجنون ہے۔

- وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۱۲﴾

(الحجر:12)

اور کوئی رسول ان کے پاس نہیں آتا تھا مگر وہ اس سے تمسخر کیا کرتے تھے۔

- قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَكُمُ الَّذِىۡۤ اُرۡسِلَ اِلَيۡكُمۡ لَمَجۡنُوۡنٌ ﴿۲۸﴾

(الشعراء:28)

اس (یعنی فرعون) نے کہا یقیناً یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور پاگل ہے۔

- كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ﴿۵۳﴾

(الذاریات:53)

اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کی طرف بھی کبھی کوئی رسول نہیں آیا مگر انہوں نے کہا کہ یہ ایک جادوگر یا دیوانہ ہے۔

- فَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ جَآءُوۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ ﴿۱۸۵﴾

(آل عمران:185)

پس اگر انہوں نے تجھے جھٹلا دیا ہے تو تجھ سے پہلے بھی تو رسول جھٹلائے گئے تھے۔ وہ کھلے کھلے نشان اور (الٰہی) صحیفے اور روشن کتاب لائے تھے

- وَلَقَدِ اسۡتُهۡزِئَ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۱۱﴾

(الانعام:11)

اور یقیناً رسولوں سے تجھ سے پہلے بھی تمسخر کیا گیا۔ پس ان کو جنہوں نے ان (رسولوں) سے تمسخر کیا انہی باتوں نے گھیر لیا جن سے وہ تمسخر کیا کرتے تھے۔

- كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ فَكَذَّبُوۡا عَبۡدَنَا وَقَالُوۡا مَجۡنُوۡنٌ وَّازۡدُجِرَ ﴿۱۰﴾

(القمر:10)

اِن سے پہلے نوح کی قوم نے بھی جھٹلایا تھا۔ پس انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی اور کہا کہ ایک مجنون اور دھتکارا ہؤا ہے۔

ہمارے سراج منیر حضرت محمد مصطفی ﷺ کو بھی اغیار نے ایسے ہی القاب سے نوازا۔ آپؐ نے گالیاں سنیں دکھ سہے، تکالیف بھی برداشت کیں۔ مارے پیٹے بھی گئے مگر ہمیشہ صبر کیا۔ خدا تعالیٰ کے مطہر مقدس مقرب بندے گالیوں کا جواب گالی سے نہیں دیتے بلکہ ان کے جہل پر رحم کھا کر انہیں دعا دیتے ہیں۔ اور قادر و توانا خدا ان کی طرف سے جواب دیتا ہے۔ اور ان ہی میں سے سعید روحوں کو آپؐ کے قدموں میں ڈال دیتا۔ نبوت کا چھٹا سال تھا آپؐ دار ارقم میں مقیم تھے۔ آپؐ کے حقیقی چچا حمزہ ایک دن شکار سے واپس آئے تو ایک خادمہ نے ان سے کہا۔ ’’کیا آپ نے سنا کہ ابھی ابھی ابو الحکم (یعنی ابوجہل) آپ کے بھتیجے کو سخت برا بھلا کہتا گیا ہے اور بہت گندی گندی گالیاں دی ہیں۔ مگر محمد نے سامنے سے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہ سن کر حمزہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور خاندانی غیرت جوش زن ہوئی۔ فوراً کعبہ کی طرف گئے اور پہلے طواف کیا۔طواف کرنے کے بعد اس مجلس کی طرف بڑھے جس میں ابوجہل بیٹھا تھا اور جاتے ہی بڑے زور کے ساتھ ابوجہل کے سر پر اپنی کمان ماری اور کہا۔ ’’مَیں سنتا ہوں کہ تو نے محمد کو گالیاں دی ہیں۔ سن! مَیں بھی محمد کے دین پر ہوں اور مَیں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔ پس اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو میرے سامنے بول۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 175) یہ گالیاں سن کر صبر کا پھل تھا کہ آپؐ کے چچا شرک ترک کرکے خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔

مکہ میں تبلیغِ اسلام کو دس سال ہوگئے تھے۔ مکہ والوں کی بے حسی سے خاطر خواہ کامیابی نظر نہیں آرہی تھی آپؐ نے قریبی شہر طائف کا رخ کیا۔ حق کا پیغام دینے سے وہاں کے رئیس عبد یالیل نے بھی آپؐ کا تمسخر اڑایا نہ صرف خود بلکہ شہر کے بد بخت نے آوارہ آدمی آپؐ کے پیچھے لگا دیئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے نکلے تو یہ لوگ شور کرتے ہوئے آپؐ کے پیچھے ہو لئے اور آپؐ پر پتھر برسانے شروع کئے جس سے آپؐ کا سارا بدن خون سے تر بتر ہوگیا۔ برابر تین میل تک یہ لوگ آپؐ کے ساتھ ساتھ گالیاں دیتے اور پتھر برساتے چلے آئے۔ یہ آپؐ کی زندگی کا شدید ترین تکلیف کا دن تھا۔ مگر آپؐ کا ردعمل کیا تھا؟ گالیاں سن کے دعا دو۔ آپؐ نے اللہ کے حضور یوں دعا کی:

- اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَ قِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ يَااَرْحَمَ الرَّحِمِيْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّيْ

یعنی اے میرے ربّ! مَیں اپنے ضعفِ قوت اور قلّتِ تدبیر اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کی شکایت تیرے ہی پاس کرتا ہوں۔ اے میرے خدا! تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور کمزوروں اور بیکسوں کا توہی نگہبان و محافظ ہے اور توہی میرا پروردگار ہے… مَیں تیرے ہی منہ کی روشنی میں پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں کیونکہ توہی ہے جو ظلمتوں کو دور کرتا اور انسان کو دنیا و آخرت کے حسنات کا وارث بناتا ہے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 204)

آپؐ کی تربیت اللہ تعالیٰ نے کی تھی ارشاد ہے

- خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۲۰۰﴾

(الاعراف:200)

یعنی عفو اختیار کر، معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس قدر ہمیں طریقِ ادب اور اخلاق کا سبق سکھلایا ہے کہ وہ فرماتا ہے:

- وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدۡوًاۢ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ

(الانعام:109)

یعنی تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی مت دو کہ وہ پھر تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے کیونکہ وہ اس خدا کو جانتے نہیں۔ اب دیکھو کہ باوجودیکہ خدا کی تعلیم کی رو سے بت کچھ چیز نہیں ہیں مگر پھر خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق سکھلاتا ہے کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھہر جاؤ۔‘‘

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 460-461)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنی زبان مبارک کو گالی سے آلودہ نہ فرماتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی گالی دینے سے منع فرماتے رہے۔ آپ ﷺ کی تربیت کا انداز بہت پیارا تھا۔۔ غصے کے موقع پر بس اتنا فرماتے اس کی پیشانی خاک آلود ہو اسے کیا ہوگیا ہے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپوں کو گالیاں مت دو۔ تو کسی نے سوال کیا کہ ماں باپ کو کون گالیاں نکالتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی کے باپ کو برا بھلا کہو گے تو وہ تمہارے باپ کو گالی نکالے گا اور یہ اسی طرح ہے جس طرح تم نے خود اپنے باپ کو گالی نکالی۔ آپ ﷺ اپنے مخالفوں سے انتقام لینے کی بجائے ان کے لئے استغفار فرماتے گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں آپ ﷺ کو جواباً گالی دینے برا بھلا کہنے غصے یا انتقام پر انگیحت نہ کرتیں وہ خلق مجسم ان کے لئے دعا کرتے اور اعراض فرماتے۔ خدا تعالیٰ کی بے آواز لاٹھی سے مخالفین خود ہی ذلیل و خوار ہوئے اور تباہ ہوئے۔

شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے

حقیقی عشقِ رسول اور غیرتِ رسول کیا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے محبوب آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی ﷺ کی طرح اپنی قوم کی سبّ وشتم کا سامنا کرنا پڑا ایک لحاظ سے کئی گنا زیادہ شدت اور اذیت برداشت کرنی پڑی کیونکہ دریدہ دہن آنحضور ﷺ کو بھی اپنی بد فطرت کا نشانہ بناتے تھے۔ حکم

ربانی یہی تھا کہ برداشت کریں صبر کے ساتھ اور جواب دیں دعاؤں کے ساتھ مگر بعض دفعہ غیرت کا تقاضا تھا کہ شریروں کے شرارے ان پر الٹانے بھی پڑتے۔ اس میں بھی ضبطِ نفس کے ساتھ اپنے للٰہی منصب کا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب اور مسکت جواب دیتے۔ آپ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا عشق تھا اور برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسولِ پاکؐ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسولِ اکرمؐ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلا سے نجات بخش۔"

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15 بحوالہ حضرت مرزا البشیر احمد ایم اے از سیرت طیبہ صفحہ 41-42)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے بہت حساس تھے فرماتے ہیں:

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجنابؐ پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں، ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے، ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 459)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیغ براں تھامی ہوئی تھی۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے کی صورت ہوتی سب سے پہلے مؤثر آواز بلند فرماتے۔ آپ علیہ السلام نے اپنے عمل سے بھی اور اپنی تحریر و تقریر سے بھی دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ حقیقی عشق رسول اور غیرتِ رسول کیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ سفر میں تھے اور لاہور کے ایک سٹیشن کے پاس ایک مسجد میں وضو فرما رہے تھے۔ اس وقت پنڈت لیکھرام حضور سے ملنے کے لئے آیا۔ اور آ کر سلام کیا مگر حضرت صاحب نے کچھ جواب نہیں دیا اس نے اس خیال سے کہ شائد آپ نے سنا نہیں۔ دوسری طرف سے ہو کر پھر سلام کیا۔ مگر آپؑ نے پھر بھی توجہ نہیں کی۔ اس کے بعد حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ کہ حضورؑ پنڈت لیکھرام نے سلام کیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا۔ "ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے۔ اور ہمیں سلام کرتا ہے۔"

1897ء میں جب پادریوں کی طرف سے ایک کتاب شائع ہوئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارہ میں انتہائی دریدہ دہنی کی گئی تھی۔ آپ نے حکومت کو مشورہ دیا کہ گورنمنٹ ایسا قانون بنائے کہ جس میں ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے فریق پر گند اچھالنے کی اجازت نہ ہو۔ اور یہی طریق کار ہے جس سے امن امان اور بھائی چارہ قائم ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بہترین طریق نہیں ہے۔

استہزاء اور گالیاں سننا انبیاء کا ورثہ ہے

گالیوں پر آپ کے پرسکون ردعمل کے بارے میں شہادتیں:

"ایک بدزبان مخالف آیا اور اس نے حضرت مسیح موعودؑ کے بالمقابل نہایت دلآزار اور گندے حملے آپ پر کئے۔ کہتے ہیں وہ نظارہ اس وقت بھی میرے سامنے ہے۔ آپ منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے، جیسا کہ اکثر آپ کا معمول تھا کہ پگڑی کے شملے کا ایک حصہ منہ پر رکھ لیا کرتے تھے۔ پگڑی کا حصہ منہ پر رکھ دیا کرتے تھے یا بعض اوقات صرف ہاتھ رکھ کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ خاموش بیٹھے رہے، اس کی گالیاں سنتے رہے اور وہ شورہ پشت بکتا رہا۔ فسادی طبیعت کا آدمی بولتا رہا۔ آپ اسی طرح پرست اور مگن بیٹھے تھے کہ گویا کچھ ہوہی نہیں رہا یا کوئی نہایت ہی شیریں مقال گفتگو کر رہا ہے۔ اس ہندو لیڈر نے اسے منع کرنا چاہا مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ حضرت نے ان کو فرمایا کہ آپ اسے کچھ نہ کہیں، کہنے دیجئے۔ آخر وہ خود ہی بکواس کر کے تھک گیا اور اٹھ کر چلا گیا۔ برہمو لیڈر بے حد متاثر ہوا۔ اور اس نے کہا کہ یہ آپ کا بہت بڑا اخلاقی معجزہ ہے۔ اس وقت حضور اسے چپ کرا سکتے تھے۔ اپنے مکان سے نکلوا سکتے تھے اور بکواس کرنے پر آپ کے ایک ادنیٰ اشارہ سے اس کی زبان کاٹی جا سکتی تھی۔ مگر آپ نے اپنے کامل حلم اور ضبطِ نفس کا عملی ثبوت دیا۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 443-444)

"ایک مرتبہ 1898ء میں مولوی محمد حسین صاحب نے اپنا ایک گالیوں کا بھرا ہوا رسالہ حضور علیہ السلام کو بھیجا آپ علیہ السلام نے اس کے جواب میں پورے حلم اور حوصلہ اور صبر و تحمل کا اظہار کیا۔ آپ کے سکونِ خاطر اور کوہِ وقاری کو کوئی چیز جنبش نہ دے سکتی تھی۔ بڑی پرسکون طبیعت تھی۔ بڑی باوقار طبیعت تھی۔ یعنی اس طرح کہ جس طرح پہاڑ ہو۔ گویا کہ وہ ایک عظیم شخصیت تھے۔ وقار کا ایک پہاڑ تھے اور یہ ثبوت تھا اس امر کا کہ کسی قسم کی گالیوں کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ یعنی کبھی یہ نہیں ہوا کہ بے وقاری دکھاتے ہوئے گالیوں کے جواب میں، گالیوں کا جواب آپ کی طرف سے جائے۔ فرماتے ہیں کہ یہ ثبوت تھا اس امر کا کہ خدا تعالیٰ کی وحی جو آپ پر ان الفاظ میں نازل ہوئی تھی کہ فَاصۡبِرۡ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ (احقاف: 36) فی الحقیقت خدا کی طرف سے تھی اور اسی خدا نے وہ خارق عادت اور فوق الفطرت صبر اور حوصلہ آپ کو عطا فرمایا تھا جو اولوالعزم رسولوں کو دیا جاتا ہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 463-464)

ایک شخص آپؑ کو رات بھر گالیاں نکالنے پر مقرر کیا گیا تھا جو آپؑ کے گھر کے سامنے کھڑا ساری رات اونچی اونچی گالیاں نکالتا رہتا۔ جب سحری کا وقت ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دادی صاحبہ کو کہتے کہ اب اس کو کھانے کو کچھ دو کہ یہ ساری رات گالیاں نکال نکال کے تھک گیا ہوگا۔ اس کا گلا خشک ہو گیا ہوگا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت صاحب کو کہتی کہ ایسے کمبخت کو کچھ نہیں دینا چاہئے تو آپ فرماتے ہم اگر کوئی بدی کریں گے تو خدا دیکھتا ہے اور ہماری طرف سے کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔

(سیرت المہدی جلد دوم حصہ چہارم روایت نمبر 1130 صفحہ نمبر 102 جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے، آخر وہی شرمندہ ہوگا۔ اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریمؓ سیالکوٹی صفحہ 51-52)

29 جنوری 1904ء کا یہ واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے حضور ایک گالیاں دینے والے اخبار کا تذکرہ آیا کہ فلاں اخبار جو ہے بڑی گالیاں دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا صبر کرنا چاہئے۔ ان گالیوں سے کیا ہوتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے لوگ آپ کی مذمت کیا کرتے تھے اور آپ کو نعوذ باللہ مذمّم کہا کرتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس کر فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کی مذمت کو کیا کروں۔ میرا نام تو اللہ تعالیٰ نے محمدؐ رکھا ہوا ہے فرمایا کہ اسی طرح اللہ نے مجھے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری نسبت فرمایا ہے، یَحۡمَدُکَ اللّٰہُ مِنۡ عَرۡشِہٖ یعنی اللہ اپنے عرش سے تیری حمد کرتا ہے، تعریف کرتا ہے اور یہ وحی براہین احمدیہ میں موجود ہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 450)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک ہندوستانی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا اور اپنے تئیں جہاں گرد اور سرد و گرم زمانہ دیدہ و چشیدہ ظاہر کرتا تھا ہماری مسجد میں آیا اور حضرت سے آپ کے دعوے کی نسبت بڑی گستاخی سے باب کلام وا کیا۔ تھوڑی گفتگو کے بعد کئی دفعہ کہا۔ آپ اپنے دعویٰ میں کاذب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ پر کہتا تھا کہ آپ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں اور میں نے ایسے مکار بہت دیکھے ہیں۔ (نعوذ باللہ)۔ اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں۔ غرض ایسے ہی بیباکانہ الفاظ کہے۔ مگر آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ بڑے سکون سے سنا کئے، اور پھر بڑی نرمی سے اپنی نوبت پر کلام شروع کیا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 44)

کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کیں
زندگی اپنی تو ان سے گالیاں کھانے کو ہے

"ایک دفعہ حضرت صاحب بڑی مسجد میں کوئی لیکچر یا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک سکھ مسجد میں گھس آیا اور سامنے کھڑا ہو کر حضرت صاحب کو اور آپ کی جماعت کو سخت گندی اور فحش گالیاں دینے لگا۔ اور ایسا شروع ہوا کہ بس چپ ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔ مگر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ اس وقت بعض طبائع میں اتنا جوش تھا کہ حضرت صاحب کی اجازت ہوتی تو اس کی وہیں تکہ بوٹی اڑ جاتی۔ مگر آپ سے ڈر کر سب خاموش تھے۔ آخر جب اس فحش زبانی کی حد ہو گئی تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ دو آدمی اسے نرمی سے پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیں مگر اسے کچھ نہ کہیں۔ اگر یہ نہ جاوے تو حاکم علی سپاہی کے سپرد کر دیں۔"

(سیرت المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 257-258 روایت نمبر 281 جدید ایڈیشن)

جب ایک شخص نے اخبار شحنۂ حق کے ایڈیٹر پر گندے مضامین چھاپنے پر مقدمہ کرنے کا ذکر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 113-114)

حضرت اقدسؑ کو گالیاں دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے

جواب:

"یہ الہام کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ۔ اس وقت اس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوا کہ جب ایک شخص نو مسلم سعد اللہ نام نے ایک نظم گالیوں سے بھری ہوئی اس عاجز کی طرف بھیجی تھی اور اس میں اس عاجز کی نسبت اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی خبیث طینت۔ فاسد القلب نہ ہو۔ ایسے الفاظ استعمال نہیں کرسکتا..... سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ سو اگر اس ہندو زادہ بدفطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا۔ اور وہ نامراد اور ذلیل اور رسوا نہ مرا۔ تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔"

(انجام آتھم حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 58۔59)

"خدا تجھے دشمنوں کی شرارت سے آپ بچائے گا۔ گو لوگ نہ بچاویں۔ اور تیرا خدا قادر ہے۔ وہ عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ یعنی جو گالیاں نکالتے ہیں ان کے مقابل پر خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ اور جو ٹھٹھا کرنے والے ہیں ان کے لئے ہم اکیلے کافی ہیں۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو جھوٹا افترا ہے جو اس شخص نے کیا۔ ہم نے اپنے باپ دادوں سے ایسا نہیں سنا۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ کسی کو کوئی مرتبہ دینا خدا پر مشکل نہیں۔ ہم نے انسانوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ پس اسی طرح اس شخص کو یہ مرتبہ عطا فرمایا تا کہ مومنوں کے لئے نشان ہو۔"

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 62)

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کوئی سخت الفاظ نہیں کہے

حضرت اقدس علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جو حیرت انگیز ہے آپ علیہ السلام کا دعویٰ تھا کہ آپ مثیل عیسیٰ ہیں پھر خود ہی ان کو برے الفاظ میں یاد کرنا غیر منطقی ٹھہرتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے پادریوں کو انہی کے اعتقادات دکھائے۔ اور وضاحت بھی فرمائی کہ ان کا روئے سخن اس فرضی یسوع کی طرف ہے جو عیسائیوں کے مسلّمہ صحیفوں سے نظر آتا ہے۔ بائبل سے جو مسیح کا نقشہ ابھرتا ہے وہی عیسائیوں کو دکھایا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے بار بار اس الزام کی تردید کی اور فرمایا:

"ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شانِ بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکا کھانے والا اور جھوٹا ہے۔"

(ایام الصلح ٹائٹل پیج، صفحہ 2 روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 228)

پھر فرماتے ہیں:

"یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سن کر اختیار کیا ہے..... ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے جنہوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے۔ جس مولوی کی خواہش ہو وہ آ کر دیکھ لیوے۔"

(اشتہار ناظرین کے لئے ضروری اطلاع 20 دسمبر 1895ء نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 357)

رکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی
اِن کا تو شغل و پیشہ صبح و مسا یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریرات میں اگر سخت الفاظ آئے ہیں تو ان کا مخاطب چند دریدہ دہن مولوی تھے مثلاً محمد بخش جعفر زٹلی، شیخ محمد حسین بٹالوی، سعد اللہ لدھیانوی، عبد الحق امرتسری جو آپؑ کو نہایت فحش اور ننگی گالیاں دیتے تھے۔ ان کے علاوہ کچھ پادری تھے اور آریہ سماج سے تعلق رکھنے والے گستاخ تھے۔ اس کی تفصیل "کتاب البریہ" اور "کشف الغطاء" میں موجود ہے۔ غیرت کا تقاضا تھا کہ الزامی جواب دے کر ان کا منہ بند کیا جاتا۔ دیگر مسلمان علماء کی بہت سی مثالیں ہیں جن میں بہت سخت زبان استعمال کی گئی ہے لیکن آپؑ نے وہ انداز اختیار کیا جو قرآن پاک کی تعلیم کے عین مطابق تھا۔ نیک نام علماء کے لئے کبھی سخت الفاظ استعمال نہیں کئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے برملا فرمایا:

"مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے۔ بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے۔ جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی... یہ بات بالکل سچ ہے کہ اگر سخت الفاظ کے مقابل پر دوسری قوم کی طرف سے کچھ سخت الفاظ استعمال نہ ہوں تو ممکن ہے اس قوم کے جاہلوں کا غیظ وغضب کوئی اور راہ اختیار کر لے۔ مظلوموں کے بخارات نکلنے کے لئے یہ ایک حکمت عملی ہے کہ وہ بھی مباحثات میں سخت حملوں کا سخت جواب دیں۔"

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 11-12)

جماعت کو نصائح

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

"یہ مجھے گالیاں دیتے ہیں لیکن مَیں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ان پر افسوس کرتا ہوں کیونکہ وہ اس مقابلہ سے عاجز آ گئے ہیں اور اپنی عاجزی اور فرومائیگی کو بجز اس کے نہیں چھپا سکتے کہ گالیاں دیں۔ کفر کے فتوے لگائیں۔ جھوٹے مقدمات بنائیں اور قسم قسم کے افترا اور بہتان لگائیں۔ وہ اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لا کر میرا مقابلہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ مَیں ان کی گالیوں کی اگر پرواہ کروں تو وہ اصل کام جو خدا تعالیٰ نے مجھے سپرد کیا ہے رہ جاتا ہے۔ اس لئے جہاں مَیں ان کی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل وفکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 180 ایڈیشن 1985ء)

"دیکھو مَیں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش سے مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو۔ لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تو خود اسے شرم آ جاتی ہے اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب مَیں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو مَیں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ مَیں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ تو اس معاملے کو خدا کے سپرد کر دو۔ تم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ مَیں ان لوگوں سے کس قدر گالیاں سنتا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں اور کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں۔ بے رنگ خطوط آتے ہیں جن کا محصول بھی دینا پڑتا ہے اور پھر جب پڑھتے ہیں تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے۔ ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں کہ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں اور مَیں اعتبار نہیں کرتا کہ ابوجہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو۔ لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے۔ جب مَیں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو۔ درخت سے بڑھ کر تو شاخ نہیں ہوتی۔ تم دیکھو کہ یہ کب تک گالیاں دیں گے۔ آخر یہی تھک کر رہ جائیں گے۔ ان کی گالیاں، ان کی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے۔ اگر مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو بیشک مَیں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا۔ لیکن مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے پھر مَیں ایسی خفیف باتوں کی کیا پرواہ کروں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ تم خود غور کرو کہ ان کی گالیوں نے کس کو نقصان پہنچایا ہے؟ ان کو یا مجھے؟ ان کی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے۔ اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کر سکتی ہیں تو دو لاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہو گئی یہ لوگ ان میں سے ہی آئے ہیں یا کہیں اَور سے؟ انہوں نے مجھ پر کفر کے فتوے لگائے لیکن اس فتویٰ کفر کی کیا تاثیر ہوئی؟ جماعت بڑھی اگر یہ سلسلہ منصوبہ بازی سے چلایا گیا ہوتا تو ضرور تھا کہ اس فتویٰ کا اثر ہوتا۔ اور میری راہ میں وہ فتویٰ کفر بڑی بھاری روک پیدا کر دیتا۔ لیکن جو بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو انسان کا مقدور نہیں ہے کہ اسے پامال کر سکے۔ جو کچھ منصوبے میرے مخالف کئے جاتے ہیں پہچان کرنے والوں کو حسرت ہی ہوتی ہے۔ مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں ایک عظیم الشان دریا کے سامنے جو اپنے پورے زور سے آ رہا ہے اپنا ہاتھ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اس سے رک جاوے۔ مگر اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ رک نہیں سکتا۔ یہ ان گالیوں سے روکنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ کبھی نہیں رکے گا۔ کیا شریف آدمیوں کا کام ہے کہ گالیاں دے۔ مَیں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں جو ایسی بے باکی سے زبان کھولتے ہیں۔ مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا

بقیہ صفحہ 16 پر

ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

قسط 34

سوال: ایک خاتون سورۃ النور کی ایک آیت کی خود تشریح کر کے اسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر کے اس بارہ میں راہنمائی چاہی نیز پوچھا کہ کیا ایسا کرنے کی اجازت ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 10 مارچ 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل راہنمائی فرمائی:۔

جواب: آپ نے اس آیت کی جو تشریح کی ہے، اچھی ہے۔ اور آپ کی تشریح میں بیان تقریباً ساری باتیں جماعتی لٹریچر میں بھی موجود ہیں۔ ایک آدھ بات آپ نے زائد بیان کی ہے۔ مثلاً یہ کہ زیتون کا تیل 550 ڈگری پر جلتا ہے اس لئے اس کے دیئے کے گرنے سے آگ نہیں بھڑکتی۔ شاید یہ بھی جماعتی لٹریچر میں کسی جگہ بیان ہوئی ہے لیکن میری نظر سے نہیں گزری۔

باقی جہاں تک قرآن کریم کی تفسیر کرنے کی بات ہے تو اس کیلئے بنیادی طور پر قرآن کریم میں بیان تعلیمات، آنحضور ﷺ کی سنت، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا وسیع اور گہرا علم ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد انسان قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے کا اہل ہوسکتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر القرآن کے جو اصول بیان فرمائے ہیں، انہیں مختصراً میں آپ کے استفادہ کیلئے یہاں درج کر رہا ہوں۔

حضورؓ نے ایک رویاء کی بناء پر قرآن کریم کی تفسیر کے تین اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا:

جب تم میں کسی آیت کے مفہوم کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے تو تم قرآن کریم کی دوسری آیتوں پر غور کیا کرو کہ وہ کن معنوں کی تائید کرتی ہیں۔ اگر آیات نہ ملیں تو احادیث نبوی میں اس کا مفہوم تلاش کرو۔ اور اگر احادیث نبوی سے بھی تمہیں اس کے معنی نہ ملیں تو کسی ملہم کے کلام اور اس کی تشریحات کی طرف دیکھو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے تازہ روشنی اور الہام پانے کی وجہ سے اس کا ذہن منور ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 28، خطبہ ارشاد فرمودہ مؤرخہ 21 نومبر 1947ء)

حضورؓ اپنی تصنیف ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے‘‘ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اصول تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے۔ قرآن کریم پر غور کرے اور اس بات کو مدنظر رکھے کہ اس کا ہر ایک لفظ ترتیب سے رکھا گیا ہے۔ اس کا کوئی لفظ بے مقصد نہیں ہے۔ اس کا کوئی لفظ بے معنی نہیں ہے۔ قرآن کریم اپنے ہر دعویٰ کی دلیل خود بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔ قرآن کریم میں تکرار نہیں ہے۔ قرآن کریم میں محض قصے نہیں ہیں۔ قرآن کریم کا کوئی حصہ منسوخ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کی سنت میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ عربی زبان کے الفاظ مترادف نہیں ہوتے بلکہ اس کے حروف بھی اپنے اندر مطالب رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورتیں بمنزلہ اعضاء انسانی ہیں جو ایک دوسرے سے مل کر اور ایک دوسرے کے مقابل پر اپنے کمال ظاہر کرتی ہیں۔

(ملخص از حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے، انوار العلوم جلد 10 صفحہ 157-159)

یہ زریں اصول مدنظر رکھ کر آپ اگر سمجھتی ہیں کہ آپ قرآن کریم کی تشریح کا حق ادا کرسکتی ہیں تو ضرور لکھا کریں اور لکھ کر بے شک مجھے بھیج دیا کریں۔ اور ویسے بھی قرآن کریم کسی ایک طبقہ کی ملکیت اور میراث نہیں ہے بلکہ یہ تمام بنی نوع انسان کیلئے ہدایت اور راہنمائی کا سرچشمہ ہے اور ہر طبقہ اور ہر درجہ کا انسان اپنی اپنی استعداد اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنے والے علوم قرآن کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پانچواں اصولی علم جو آپؑ کو دیا گیا ہے یہ ہے کہ قرآن ذوالمعانی ہے اس کے کئی بطون ہیں۔ اس کو جس عقل اور جس فہم کے آدمی پڑھیں اس میں ان کی سمجھ اور ان کی استعداد کے مطابق سچی تعلیم موجود ہے گویا الفاظ ایک ہیں لیکن مطالب متعدد ہیں اگر معمولی عقل کا آدمی پڑھے تو وہ اس میں ایسی موٹی موٹی تعلیم دیکھے گا جس کا ماننا اور سمجھنا اس کیلئے کچھ بھی مشکل نہ ہوگا اور اگر متوسط درجہ کے علم کا آدمی اس کو پڑھے گا تو وہ اپنے علم کے مطابق اس میں مضمون پائے گا اور اگر اعلیٰ درجہ کے علم کا آدمی اس کو پڑھے گا تو وہ اپنے علم کے مطابق اس میں علم پائے گا، غرض یہ نہ ہوگا کہ کم علم لوگ اس کتاب کا سمجھنا اپنی عقل سے بالا پائیں یا اعلیٰ درجہ کے علم کے لوگ اس کو ایک سادہ کتاب پائیں اور اس میں اپنی دلچسپی اور علمی ترقی کا سامان نہ دیکھیں۔

(دعوۃ الامیر، انوار العلوم جلد 7 صفحہ 513)

سوال: ایک غیر از جماعت عرب خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ میں نے ابھی بیعت نہیں کی کیونکہ ڈرتی ہوں کہ شاید شرائط بیعت کو پورا نہ کرسکوں۔ لیکن کیا میں اپنی سہیلیوں کو تبلیغ کرسکتی ہوں؟ نیز آسمانی بروج کے بارہ میں راہنمائی چاہی اور پوچھا ہے کہ کیا یہ کہنا درست ہے کہ میرا فلاں برج ہے؟ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو شمس و نجوم کی تاثیرات کا ذکر فرمایا ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 13 مارچ 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل ارشادات فرمائے:

جواب: اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے کیلئے مجاہدہ اور دعا لازمی شرط ہے۔ کسی نیکی کو پانے کیلئے صرف ارادہ کافی نہیں عمل بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جب اپنی سچی راہ دکھادی ہے تو اب آپ کا کام ہے کہ دعا اور مجاہدہ کے ساتھ اس کا قرب پانے کی کوشش کریں۔ جب ایسا کریں گی تو اللہ تعالیٰ آپ کیلئے اپنے فضل سے اور بھی آسانیاں پیدا فرما دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے اسے وہی طے کرسکتا ہے جو بالکل خدا کی مرضی پر چلے جو وہ چاہے وہ کرے اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔ اس لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح سے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونوں کی تاکید فرمائی ہے اُدۡعُوۡنِیۡ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ میں تو دعا کی تاکید فرمائی ہے اور جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا میں کوشش کی۔ جب تک تقویٰ نہ ہوگا اولیاء الرحمٰن میں ہرگز داخل نہ ہوگا اور جب تک یہ نہ ہوگا حقائق اور معارف ہرگز نہ کھلیں گے۔‘‘

(البدر جلد 3 نمبر 2 مؤرخہ 8 جنوری 1904ء صفحہ 3)

خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے والے انعامات کے شکرانہ کا ایک طریق یہ ہے کہ ان انعامات میں دوسروں کو بھی شریک کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ اب آپ بھی جس طرح بہتر سمجھیں اپنی سہیلیوں کو اس سچی راہ کی تبلیغ کر کے اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کرسکتی ہیں۔

آسمانی برجوں کا قرآن میں مختلف جگہوں پر ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلَقَدۡ جَعَلۡنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا (الحجر:17) اور یقیناً ہم نے آسمان میں (ستاروں کی) کئی منزلیں بنائی ہیں۔ پھر فرمایا تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا (الفرقان:62) یعنی برکت والی ہے وہ ہستی جس نے آسمان میں ستاروں کے ٹھہرنے کے مقام بنائے ہیں۔ پھر فرمایا وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ (البروج:2) یعنی میں برجوں والے آسمان کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے سورج، چاند، کواکب اور نجوم وغیرہ اجرام فلکی کا بھی قرآن کریم میں بکثرت ذکر فرمایا ہے۔

احادیث نبوی ﷺ میں ان اجرام فلکی کا ذکر مختلف معنوں میں ملتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ قیصر روم ہرقل (جو علم النجوم کا بہت بڑا ماہر تھا) نے ستاروں کی نقل حرکت سے اندازہ لگالیا تھا کہ حضور ﷺ کی بعثت ہو چکی ہے یا آپ کی بعثت کا زمانہ قریب ہے۔
(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی)

پھر حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ستارے آسمان کی زینت کیلئے، شیاطین کو مارنے کیلئے اور راستہ معلوم کرنے کیلئے علامت کے طور پر بنائے گئے ہیں اور جس نے اس سے ہٹ کر ان کی کوئی اور تاویل کی تو اس نے غلطی کی اور ایک ایسی چیز کے درپے ہوا جس کا اسے کوئی علم نہیں۔
(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب فی النجوم)

اسی طرح فرمایا جس نے نجوم کے ذریعہ سے کچھ سیکھا اس نے جادو کا ایک حصہ پایا۔ (سنن ابی داود کتاب الطب باب فی النجوم) پھر حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ سورج اور چاند کے گرہن کا کسی کی موت وحیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب بَاب الصَّلَاۃِ فِی کُسُوفِ الشَّمۡسِ)

لیکن سورج اور چاند کے گرہنوں کو حضور ﷺ نے اپنے مہدی کے مبعوث ہونے کے دو بے مثل نشان قرار دیئے، جو اپنے وقت پر پوری شان کے ساتھ پورے ہوئے اور مسیح محمدی کی صداقت پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر گئے۔

(سنن دار قطنی کتاب العیدین باب صِفَۃِ صَلَاۃِ الۡخُسُوفِ وَالۡکُسُوفِ وَھَیۡئَتِھِمَا)

قرآن وحدیث کی ان تعلیمات کے روشنی میں علمائے امت اجرام فلکی کی خدائی مشیئت کے بغیر از خود زمینی حوادث پر اثر ڈالنے کی تاثیرات کے عقیدہ کو شرک قرار دیتے ہیں۔ نیز ان اجرام فلکی کی حرکات وسکنات سے غیب کی خبریں معلوم کرنے کے نظریہ کو شیطانی اور گناہ کبیرہ قرار

دیتے ہیں۔ تاہم ان کی رفتار وحرکات کے ذریعہ وقت اور زمانہ کے تعین اور موسموں وغیرہ کی تبدیلی کے قائل ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں اجرام فلکی کا نہایت بصیرت افروز ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں مخالفین کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ سورج، چاند اور ستاروں میں سے کوئی ایک بھی اپنے فعل میں مستقلاً آزاد اور ذاتی طور پر مؤثر ہے یا اسے افاضہ تاثیرات میں کوئی اختیار ہے یا انوار کے پہنچانے اور بارشوں کو برسانے اور ابدان، اجسام اور ثمرات کی نشو و نما میں انہیں بالارادہ کوئی دخل ہے۔۔۔اور اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اشیاء کے خواص ایک حقیقت ہیں اور ان میں اس علیم وحکیم خدا کے اذن سے جس نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی، تاثیرات ہیں۔۔۔اور حق یہ ہے کہ سورج، چاند اور ستاروں کی تاثیرات ایسی چیزیں ہیں جنہیں مخلوق ہر وقت اور ہر آن دیکھتی ہے اور ان سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔مثلاً موسموں اور ان کی حالتوں کا اختلاف اور ہر موسم کا مخصوص امراض،معروف نباتات اور مشہور کیڑے مکوڑوں کے ساتھ خاص ہونا ایسی چیز ہے جسے تو جانتا ہے۔۔۔ اور تو جانتا ہے کہ جب سورج طلوع ہو اور روشنیاں پھیلیں تو بلا شبہ اس وقت نباتات، جمادات اور حیوانات میں خاص اثر ہوتا ہے۔ پھر جب دن ڈھلنے اور غروب ہونے کے قریب ہو تو اس وقت میں اور طرح کی تاثیرات ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ سورج کے بُعد اور اس کے قُرب کا درختوں، پھلوں، پتھروں اور بنی آدم کے مزاجوں میں نمایاں اثر اور قوی تاثیرات ہوتی ہیں۔۔۔اور چاند کی کتنی خاصیتیں ہیں جنہیں دہقان اور زراعت پیشہ لوگ جانتے ہیں۔۔۔اور حکماء اس بات پر متفق ہیں کہ لوگوں کی سب سے زیادہ معتدل صنف خط استواء میں رہنے والے لوگ ہیں اور خاص تاثیر ہی ان کی صحت کامل اور ان کے فہم اور فراست کی برتری کا سبب ہے۔‘‘

(حمامة البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 285-288)

آسمانی برجوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’رحمٰن وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جس نے آسمان میں برج بنائے۔ برجوں میں آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 448 حاشیہ نمبر 11)

پھر ان اجرام فلکی کی تاثیرات کے بارہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

یہ ستارے فقط زینت کیلئے نہیں ہیں جیسا عوام خیال کرتے ہیں بلکہ اِن میں تاثیرات ہیں۔ جیسا کہ آیت وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا سے، یعنی حِفْظًا کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔یعنی نظام دنیا کی محافظت میں ان ستاروں کو دخل ہے اُسی قسم کا دخل جیسا کہ انسانی صحت میں دوا اور غذا کو ہوتا ہے جس کو الوہیت کے اقتدار میں کچھ دخل نہیں بلکہ جبروت ایزدی کے آگے یہ تمام چیزیں بطور مردہ ہیں۔ یہ چیزیں بجز اذن الٰہی کچھ نہیں کرسکتیں۔ ان کی تاثیرات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس واقعی اور صحیح امر یہی ہے کہ ستاروں میں تاثیرات ہیں جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جاہل نہیں کہ جو بنفشہ اور نیلوفر اور تربد اور سقمونیا اور خیار شنبر کی تاثیرات کا تو قائل ہے مگر اُن ستاروں کی تاثیرات کا منکر ہے جو قدرت کے ہاتھ کے اوّل درجہ پر تجلی گاہ اور مظہر العجائب ہیں جن کی نسبت خود خدا تعالیٰ نے حفظًا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ لوگ جو سراپا جہالت میں غرق ہیں اس علمی سلسلہ کو شرک میں داخل کرتے ہیں۔نہیں جانتے جو دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت یہی ہے جو کوئی چیز اس نے لغو اور بے فائدہ اور بے تاثیر پیدا نہیں کی جبکہ وہ فرماتا ہے کہ ہر ایک چیز انسان کیلئے پیدا کی گئی ہے تو اب بتلاؤ کہ سماء الدنیا کو لاکھوں ستاروں سے پُر کر دینا انسان کو اس سے کیا فائدہ ہے؟ اور خدا کا یہ کہنا کہ یہ سب چیزیں انسان کیلئے پیدا کی گئی ہیں ضرور ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ان چیزوں کے اندر خاص وہ تاثیرات ہیں جو انسانی زندگی اور انسانی تمدّن پر اپنا اثر ڈالتی ہیں۔ جیسا کہ متقدمین حکماء نے لکھا ہے کہ زمین ابتدا میں بہت ناہموار تھی خدا نے ستاروں کی تاثیرات کے ساتھ اس کو درست کیا ہے۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 282-283 حاشیہ)

پس مذکورہ بالا حوالہ جات سے مستنبط ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں جو چاند، سورج، سیارے اور ستارے نیز بروج کے نام پر ان کی مختلف منزلیں اور مقام بنائے ہیں، یہ بلا مقصد نہیں ہیں۔ بلکہ جہاں ان اجرام فلکی کی حرکات وسکنات کے نتیجہ میں ہماری زمین پر دن رات ادلتے بدلتے ہیں، سال، مہینے اور دن بنتے، موسموں میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ وہاں یہ اجرام بہت سے اور طریقوں سے بھی زمین اور اہل زمین پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ ان کی بعض تاثیرات کا ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ بھی کرتے رہتے ہیں اور ان کی کئی نئی تاثیرات سائنس روز بروز دریافت بھی کرتی رہتی ہے۔ اور شاید کئی تاثیرات سائنس کبھی بھی دریافت نہ کر سکے۔

علم النجوم کے ماہرین اور ہیئت دانوں نے سورج کے ستاروں میں حرکت کرنے اور زمین کے سورج کے گرد چکر لگانے کے حوالہ سے مختلف حساب لگا کر سال کے بارہ مہینوں کے لحاظ سے بارہ حصے بنائے ہیں اور انہیں بارہ برجوں کے نام دیئے ہیں۔ کسی کی تاریخ پیدائش کے اعتبار سے اسے کسی برج کے تحت شمار کرنے میں تو بظاہر کوئی حرج کی بات نہیں لیکن ان خیالی اور فرضی برجوں سے علم غیب حاصل کرنے اور آئندہ زندگی کے بارہ میں پیشگوئیوں کے دعاوی سب اٹکل پچو اور تک بندیوں کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس کا حقیقت اور مصفّی علم غیب سے کوئی بھی تعلق نہیں۔

سوال: مالی لین دین کے ایک قضائی معاملہ میں ایک فریق کے محترم مفتی صاحب سے اس معاملہ کی بابت فتویٰ کی درخواست کرنے اور اس درخواست کی نقل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کرنے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درخواست دہندہ کو اپنے مکتوب مؤرخہ 25 مارچ 2021ء میں اس بارہ میں اصولی ہدایت دیتے ہوئے درج ذیل ارشاد فرمایا:

جواب: آپ نے اپنے تنازعہ کے بارہ میں فتویٰ کے حصول کیلئے جو تفصیلی خط محترم مفتی سلسلہ صاحب کو بھجوایا تھا اور اس کی ایک نقل مجھے بھی بھجوائی تھی۔ میں نے محترم مفتی صاحب کو آپ کے اس خط کا جواب دینے کی ہدایت دی تھی اور ساتھ انہیں لکھا تھا کہ وہ اس جواب کی ایک نقل مجھے بھی بھجوائیں۔

محترم مفتی صاحب کا فتویٰ نیز آپ کے تنازعہ سے متعلق دارالقضاء یوکے اور شعبہ امور عامہ یوکے میں موجود فائلز اسی طرح عدالت کے فیصلہ کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جو فیصلہ ہوا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور عدالت نے جو (حرجانہ کی) زائد رقم آپ کے ذمہ ڈالی ہے وہ سود کے زمرہ میں ہرگز نہیں آتی۔ عدالت کی نظر میں وہ فریق ثانی کا حق ہے اور شرعی لحاظ سے بھی فریق ثانی کے اس رقم کے لینے میں کوئی امر مانع نہیں، وہ اس رقم کو وصول کر سکتے ہیں۔

سوال: روزہ کے دوران کورونا ویکسین کا انجیکشن لگونے کے جواز کی بابت ایک غیر از جماعت ادارہ کے فتویٰ کی الفضل انٹرنیشنل میں اشاعت پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 13 اپریل 2021ء میں اس شرعی مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے درج ذیل ارشاد فرمایا۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: ایسی خبریں اور فتوے الفضل میں شائع کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے اسے شائع کرنا ناگزیر تھا تو ساتھ ہی جماعتی مسلک بھی شائع کرنا چاہئیے تھا کہ یہ فلاں ادارہ کا فتویٰ ہے۔ جبکہ جماعتی مسلک اس کے برعکس ہے۔ تا کہ آپ کا یہ خبرنامہ پڑھ کر کسی کو غلطی نہ لگتی۔

بہرحال فوری طور پر اب اس کی تردید شائع کریں اور اس میں صاف صاف جماعتی مسلک درج کریں کہ روزہ کی حالت میں ہر قسم کا انجیکشن خواہ وہ Intramuscular ہو یا Intravenous ہو لگوانا منع ہے۔ اور اگر کسی احمدی کو کورونا ویکسین کی Appointment رمضان میں ملتی ہے تو اسلام نے جو رخصت دی ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ انجیکشن والے دن روزہ نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس روزہ کو پورا کر لے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو احادیث نبویہؐ سے استدلال فرماتے ہوئے روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ لگانے کی بھی اجازت نہیں دی۔ اور آپ الفضل میں اس فتویٰ کے مطابق انجیکشن کو بھی جائز قرار دے رہے ہیں۔

دعا کا تحفہ

حالتِ رکوع کی دُعائیں

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھتے تھے۔یعنی پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا

(ترمذی کتاب الصلوٰة)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریمؐ رکوع اور سجدوں میں یہ پڑھتے تھے:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوْحِ

(مسلم کتاب الصلوٰة)

ترجمہ: بہت تسبیح کے لائق، بہت ہی پاکیزگی رکھنے والا، فرشتوں اور روح کا ربّ!

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ رکوع وسجود میں یہ دعا پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ

(بخاری کتاب الصلوٰة)

ترجمہ: اے اللہ ہمارے ربّ! تو پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ اے اللہ! مجھے بخش دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینة الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 60)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

محمد داؤد ظفر

جنوبی کوریا میں احمدیت کے قیام کی مختصر تاریخ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ کا ایک نشان

قسط دوم

قسط اول اس لنک پر پڑھیں: https://www.alfazlonline.org/3067323/2022/08//

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6 جنوری 1995ء میں وقف جدید کے فی کس چندے میں جماعتوں کی پوزیشنز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’فی کس کے لحاظ سے بھی ہم نے موازنہ کیا ہے اور سوئیٹزر لینڈ حسب سابق وقف جدید کے فی کس چندے میں اب بھی سب سے آگے ہے۔ امریکہ نمبر دو ہے کوریا اور جاپان تیسرے نمبر پہ ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 17 فروری 1995ء)

صدسالہ جوبلی کے بابرکت پروگرام کے تحت کورین زبان میں بنیادی لٹریچر کی تیاری

1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے صدسالہ جوبلی منصوبہ کا اعلان فرمایا۔ اس عظیم الشان منصوبہ کے تحت آپ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ پندرہ سالوں میں ایک سو ممالک میں احمدیہ مشنز قائم کئے جائیں گے، ایک سو ممالک میں مساجد تعمیر کی جائیں گی اور ایک سو زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور اسلامی لٹریچر کو شائع کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدسالہ جوبلی کے بابرکت پروگرام کے تحت جماعت احمدیہ جاپان کے سپرد جاپانی، کورین اور ویتنامی زبانوں میں ترجمہ قرآن مجید اور بنیادی لٹریچر کی تیاری اور طباعت کا کام فرمایا تھا۔ تینوں تراجم قرآن کریم کے تمام مراحل مکرم مغفور احمد منیب (سابق امیر جماعت ومشنری انچارج جاپان) کی زیر نگرانی سرانجام پائے۔ کورین زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی غرض کے لئے کوریا میں موجود ترجمہ کرنے والی کمپنیوں اور مترجمین سے رابطہ کرکے قرآن کریم کے پہلے کورین ترجمہ کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق تین غیر مسلم کورین کے سپرد کیا گیا۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(1) MR.AHN D DONG HOON

(2) MR.PARK BANG HEN

(3) MR.SUNG HA CHANS

ایک مترجم نے کہا کہ قرآن مجید کے ترجمہ کے دوران مجھے پہلی دفعہ ہستی باری تعالیٰ کی عظمت کا ادراک ہوا ہے۔

کورین زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ پرائیویٹ تین مترجمین نے مسٹر پارک کی زیر نگرانی تیار کیا اور وقتاً فوقتاً ان مترجمین کے ساتھ مغفور احمد منیب صاحب مبلغ سلسلہ جاپان میٹنگز کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے متعدد بار مکرم مغفور منیب صاحب کو جنوبی کوریا بھجوایا اور اسکی رپورٹ منگواتے رہے۔ یہ ترجمہ حضرت مولانا شیر علی رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ سے کیا گیا ہے۔ آیات کے ترجمہ کے ساتھ تفسیری نوٹس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے اور ہر سورت کے شروع میں اس کا مختصر تعارف بھی دیا گیا ہے۔ کورین زبان میں مفوضہ بنیادی لٹریچر اور قرآن مجید کا ترجمہ 1988ء میں پوچھن چھائی (Pochin Chai) پرنٹنگ کمپنی سیئول کوریا سے طبع ہوا۔ اس ترجمہ کی طباعت کے جملہ اخراجات جماعت احمدیہ سعودی عرب نے ادا کئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 13 نومبر تا 19 نومبر 2009ء)

قرآن کریم کا کورین زبان میں ترجمہ کا کام مکمل ہونے کے بعد طباعت کے کام کے لئے جاپان سے مکرم مولانا مغفور احمد منیب کے ہمراہ مکرم مقبول احمد شاد جنوبی کوریا کے دارالحکومت سیئول تشریف لائے۔ ایک مقامی کورین دوست Mr. Han کے گھر قیام کیا۔ قرآن کریم کا کورین زبان میں ترجمہ کی طباعت کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ پریس میں کام کرنے والے کسی مسلمان ورکر کے ذریعہ جنوبی کوریا میں موجود سعودی عرب کے سفارتخانہ کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ جماعت احمدیہ قرآن کریم کے کورین زبان میں ترجمے کی طباعت کروا رہی ہے۔ اس پر اسلامک سنٹر کوریا اور سعودی سفارتخانہ کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس موقعہ پر مسٹر ہان کی فیملی نے مدد کی اور مخالفت اور دھمکیوں کے باوجود قرآن مجید کی طباعت کے مراحل کے دوران یہ فیملی پیچھے نہ ہٹی۔ بلکہ وزارت تعلیم، سیاحت اور امیگریشن میں ساتھ جاکر جماعت کی رجسٹریشن میں کوشاں رہی۔ بعد میں احباب جماعت کی اپنی کاوش سے رجسٹریشن ٹیکس آفس میں ہوئی اور اسکے بعد خاکسار کے قیام کے دوران جنوبی کوریا میں جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن کے لئے بھی کاوش ہوتی رہی۔ مکرم احسان احمد باجوہ صاحب سابق صدر جماعت کوریا اور ان کے ساتھ دیگر احباب جماعت کی کاوش سے جماعت کی رجسٹریشن ٹیکس آفس میں ہوئی اور بعد میں اس رجسٹریشن کے باعث جماعت کے لئے بعض امور کی راہیں ہموار ہوئیں۔ خاکسار کے جنوبی کوریا کے قیام کے دوران جنوبی کوریا میں جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن کے لئے مکرم ملک داؤد احمد صاحب سابق صدر جنوبی کوریا کی زیر سرپرستی مکرم سیف اللہ لون صاحب کی نگرانی میں ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ مکرم سیف اللہ لون صاحب کے علاوہ مکرم رانا تعظیم صاحب اور مکرم رانا ناصر صاحب اس کمیٹی کے ممبران تھے۔ اس کمیٹی کے ممبران نے کافی تگ ودو سے رجسٹریشن کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل کیں۔ 28 مارچ 2010ء میں اس کمیٹی کی ایک اہم میٹنگ ہوئی جس میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا گیا۔ اس کمیٹی کے بعد تین ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی خاکسار کی نگرانی میں قائم کی گئی۔ خاکسار کے علاوہ اس کمیٹی کے ممبران میں مکرم خالد ناصر صاحب اور مکرم راحیل احمد صاحب شامل تھے۔ وزارت مذہبی امور کی معرفت خاکسار کا متعلقہ دفاتر سے رابطہ ہوا اور ان کے ساتھ متعدد میٹنگز ہوئیں۔ ایک اہم میٹنگ جماعتی وفد کے ساتھ 2011ء کے آغاز میں ہوئی۔ جس میں مکرم ملک داؤد احمد صاحب سابق صدر جماعت کوریا اور خالد ناصر صاحب سابق صدر جماعت سیئول اور خاکسار شامل تھے۔

قرآن کریم کی آئندہ دوبارہ کورین ترجمہ کی اشاعت کے پیش نظر اور مترجمین کے بارے میں معلوم کرنے کے ارادہ سے خاکسار کے ساتھ مکرم رانا ناصر صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ کوریا نے 2014ء میں اس پرنٹنگ کمپنی کا وزٹ کیا جس میں قرآن کریم کے کورین ترجمہ کی طباعت ہوئی تھی۔ کمپنی میں گزشتہ ریکارڈ نہ ہونے کی وجہ سے مطلوبہ نتائج نہ مل سکے۔ مترجمین کے بارے میں بھی معلوم کرنے کے لئے کوشش کی گئی لیکن ان کے بارے میں مطلوبہ معلومات نہ مل سکیں۔ بہرحال اس کمپنی کے وزٹ سے فائدہ یہ ہوا کہ وہاں پر ایک کام کرنے والے کورین کو احمدیت کی تبلیغ کا موقعہ ملا اور بعد میں انہیں جماعتی لٹریچر بھی بھجوایا گیا۔

تنظیموں کا قیام اور اجتماعات

جنوبی کوریا میں مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا قیام 1993ء میں عمل میں آیا۔ مکرم اطہر محمود صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان وکوریا کی زیر نگرانی میں جنوبی کوریا کا پہلا اور دوسرا سالانہ اجتماع ہوئے۔ ان کی زیر نگرانی میں پہلے قائد مجلس خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ سیئول کا تقرر ہوا۔ آغاز میں مکرم اطہر محمود صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان وکوریا تھے۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی منظوری سے مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے پہلے صدر کا تقرر ہوا۔ مکرم رانا محسن محمود صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے پہلے صدر تھے۔ ان کے بعد مکرم عمران محمود صاحب، مکرم رانا ناصر احمد صاحب، مکرم فیصل محمود صاحب اور عرفان احمد صاحب کو بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے خدمت کی توفیق ملی۔

1993ء میں Seoraksan کے مقام پر مجلس خدام الاحمدیہ کوریا کا پہلا سالانہ سہ روزہ اجتماع ہوا۔ جس میں مکرم مولانا مغفور احمد منیب سابق امیرومبلغ انچارج جاپان نے شرکت کی۔ اس اجتماع میں جاپان سے 9 احمدی احباب نے بھی شرکت کی۔

دوسرا سالانہ اجتماع 19۔20 ستمبر 1994ء کو احمدیہ سنٹر اوجنگ بو میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 16 ستمبر 1994ء کے خطبہ جمعہ میں اجتماع کا ذکر کرتے ہوئے اس اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ حضورؒ نے فرمایا کہ

’’آج ملکی سطح پر جو اجتماعات ہو رہے ہیں ان میں ایک خدام الاحمدیہ یو کے کا سالانہ اجتماع ہے۔ جو ان شاءاللہ دوپہر کو شروع ہوکر، یعنی آج جمعہ کے روز شروع ہوکر تین دن تک جاری رہے گا۔ دوسرا مجلس خدام الاحمدیہ کوریا کا دوسرا سالانہ اجتماع 19 ستمبر کو شروع ہوکر دو دن جاری رہے گا۔ یہ حکمت سمجھ نہیں آئی کہ کیوں انہوں نے پیر کے دن یعنی سوموار

مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے پہلے سالانہ اجتماع

درمیان میں مکرم مولانا مغفور احمد منیب صاحب احباب جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں

کو شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عام طور پر توجہ کے آخر پر رکھتے ہیں اور ہفتے اتوار کی چھٹیوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ مگر مقامی حالات میں یہ مصلحت کا تقاضا ہوگا۔ بہر حال یہ دو ملکی سطح کے اجتماعات ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 21 اکتوبر 1994ء)

مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کا تیسرا سالانہ اجتماع 1995ء میں اور چوتھا سالانہ اجتماع 1996ء میں منعقد ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا کے پانچویں سالانہ اجتماع 1997ء میں ہانگ کانگ کے نائب امیر مکرم سراج الاسلام صاحب نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔

(الفضل انٹرنیشنل 17 اکتوبر 1997ء)

جنوبی کوریا میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا قیام 2009ء کے آغاز میں عمل میں آیا۔ اس وقت جنوبی کوریا میں چند ممبرات لجنہ تھیں۔ ابتداء میں حضور انور کی منظوری سے صرف صدر لجنہ کے عہدہ کا تقرر ہوا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مکرمہ ماہ رخ صدیقہ صاحبہ کی بطور صدر لجنہ اماء اللہ جنوبی کوریا کے منظوری عطا فرمائی۔ انہیں فروری تا جون 2009ء بطور پہلی صدر لجنہ کے خدمت کی توفیق ملی۔ بعد میں جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری مال کے عہدوں کا تقرر ہوا۔ مکرمہ طاہرہ سیف صاحبہ کو بطور جنرل سیکرٹری اور مکرمہ عابدہ پروین صاحبہ کو بطور سیکرٹری مال کے خدمت کی توفیق ملی۔ جون 2009ء میں مکرمہ ماہ رخ صدیقہ صاحبہ کے پاکستان واپس جانے کے بعد مکرمہ سائرہ تنظیم صاحبہ کا بطور صدر لجنہ جنوبی کوریا تقرر ہوا اور ان کے اگست 2010ء میں کوریا سے چلے جانے کے بعد مکرمہ انیلہ داؤد صاحبہ کا بطور صدر لجنہ جنوبی کوریا تقرر ہوا۔ مکرمہ انیلہ داؤد صاحبہ نے بطور صدر لجنہ جنوبی کوریا کے فروری 2012ء تک خدمت کی توفیق پائی۔ انکے کوریا سے چلے جانے کے بعد مکرمہ طاہرہ سیف صاحبہ کا بطور صدر لجنہ جنوبی کوریا تقرر ہوا۔ اس سے قبل انہیں بطور پہلی جنرل سیکرٹری کے خدمت کی توفیق ملی۔ لجنہ کے بعض مقامی کورین خواتین کے ساتھ تبلیغی روابط تھے۔ لجنہ اماء اللہ جنوبی کوریا کا پہلا سالانہ اجتماع 2010ء میں زیر صدارت صدر لجنہ مکرمہ سائرہ تنظیم صاحبہ بمقام تھیگو احمدیہ سنٹر میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم سے پہلے سیشن کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرمہ عابدہ پروین نے تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد مکرمہ سائرہ تنظیم صاحبہ صدر لجنہ جنوبی کوریا نے لجنہ کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد مکرمہ انیلہ داؤد صاحبہ نے نظم پڑھی۔ مکرمہ سعدیہ داؤد صاحبہ نے تقریر کی۔ ان کی تقریر کے بعد پہلے سیشن کی آخری تقریر مکرم دلمیر احمد خبیر صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ دوسرا سیشن بھی اسی روز ہوا۔ دوسرا سیشن کا آغاز تلاوت قران کریم سے ہوا۔ مکرمہ انیلہ داؤد صاحبہ نے تلاوت کی اور مکرمہ طاہرہ سیف صاحبہ نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد مکرمہ سائرہ تنظیم صاحبہ صدر لجنہ جنوبی کوریا نے تقریر کی۔ دوسرے سیشن کی آخری تقریر خاکسار مبلغ سلسلہ نے کی۔ اور دعا کے ساتھ لجنہ کے پہلے سالانہ اجتماع کا اختتام ہوا۔

مکرمہ طاہرہ سیف صاحبہ کے 2013ء میں جنوبی کوریا سے جانے کے بعد لجنہ کی تنظیم ممبرات کی کمی کی وجہ سے فعال نہ رہی۔ 2019ء میں لجنہ کی تنظیم دوبارہ فعال ہوئی اور حضور انور کی منظوری سے مکرمہ ڈاکٹر عائشہ عفت سعید صاحبہ کا بطور صدر جنوبی کوریا تقرر ہوا۔ لجنہ اماء اللہ جنوبی کوریا کا دوسرا سالانہ اجتماع 2019 تھیگو احمدیہ سنٹر میں ہوا۔ لجنہ اماء اللہ کوریا نے اپنا سالانہ اجتماع اور مینا بازار کا مورخہ 3-4 فروری 2019ء انعقاد کیا۔ اجلاس سے قبل ''ایک احمدی کی زندگی میں ایم ٹی اے کی اہمیت'' کے موضوع پر سالانہ اجتماع کا انعقاد کروانے کی حضور انور سے منظوری لی گئی۔ لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کے تھیم (Theme) کا انتخاب حضور انور کی طرف سے صدر صاحب جنوبی کوریا کو لکھے گئے ایک خط میں جنوبی کوریا کے احباب جماعت کے نام اس پیغام پر کیا گیا جس میں حضور نے فرمایا کہ:

''Listen carefully to my Friday sermons and try to understand them and obey my words of instruction and guidance … You should urge members and their families to watch MTA often as it is an ideal means for acquiring knowledge of the beauties of Islam and the truth of Ahmadiyyat, and provides unity of thought and direction within our worldwide Jamaat.''

''میرے خطبات جمعہ کو غور سے سنیں اور ان کو سمجھنے کی کوشش کریں اور میرے الفاظ پر عمل کریں جو ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔۔۔ آپ کو ممبرات اور ان کے اہل خانہ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنے کی تاکید کرنی چاہیے کیونکہ یہ اسلام کی خوبصورتی اور احمدیت کی سچائی کے بارے میں علم حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اور یہ ہماری عالمگیر جماعت کے اندر اتحاد فکر اور راہنمائی فراہم کرتا ہے۔''

اس اجلاس میں کوریا کے شہر بوسان میں واقع یونیورسٹی کی جاپانی پروفیسر خاتون Noriko Sato نے شمولیت کی جنہیں صدر لجنہ جنوبی کوریا اور نیشنل صدر جماعت جنوبی کوریا کی جانب سے اجلاس میں مدعو کیا گیا تھا۔ اجتماع کے پہلے دن کی نمایاں خصوصیات میں لجنہ کا تعارف وملاقات، مقابلہ جات اور جاپانی پروفیسر نوریکو ساتو کی موجودگی تھی۔ صدر لجنہ نے جنوبی کوریا کی جماعت کی جانب سے مہمان خاتون کو تحفہ پیش کیا۔ حضور انور کی طرف سے اجلاس اور اور مینا بازار کے انعقاد پر سلام اور دعائیں ممبرات تک پہنچائیں گئیں۔ پہلے سیشن میں شرکاء کے لیے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے 25 سال پر مشتمل ایک ایم ٹی اے دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی۔ اس نے نہ صرف لجنہ کے اراکین پر بلکہ مہمانوں پر بھی ایک غیر معمولی اثر چھوڑا۔ اجلاس کے آخری دن صدر لجنہ جنوبی کوریا نے ''حضور انور کے خطبات جمعہ سننے کی اہمیت'' پر تقریر کی اور تقسیم انعامات ہوئی۔ صدر جماعت جنوبی کوریا مکرم خواجہ شمیم صاحب اور مکرم دلمیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ سوال و جواب کی نشست بھی آخری دن ہوئی۔ اس کے بعد اس اجلاس کا دعا سے اختتام ہوا۔

(The Weekly Alhakam,22nd Feb 2019)

جنوبی کوریا میں مربیان کا تقرر

1995ء میں مکرم محمد عبدالرشید یحیٰ صاحب مبلغ سلسلہ کا جنوبی کوریا

حضور انور کے دائیں جانب مکرم دلمیر احمد خبیر صاحب مبلغ سلسلہ
بائیں محمد داؤد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ
اور ایڈیشنل وکیل التبشیر مکرم عبد الماجد طاہر صاحب

تقرر ہوا۔ جنوبی کوریا میں ان کا قیام مختصر مدت کے لئے تھا۔ 1995ء تک جماعت احمدیہ جنوبی کوریا امارت جاپان کے ماتحت تھی۔ 2008ء میں حضور انور نے خاکسار محمد داؤد ظفر کا تقرر نائیجیریا سے جنوبی کوریا فرمایا۔ 29 مئی 2009ء میں خاکسار نائیجریا سے جنوبی کوریا پہنچا۔ حضور انور نے ابتداء میں خاکسار کو مقامی زبان سیکھنے اور مقامی لوگوں سے رابطے کرنے کا ارشاد فرمایا۔ کوریا کے شہر تھیگو میں خاکسار نے لینگوئج کورس کے لئے یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ خاکسار تھیگو جماعت میں تقریباً ایک سال متعین رہا۔ 2010ء میں دارالحکومت سیوٴل میں خاکسار کا تقرر کرنے کی تجویز پر حضور انور نے ازراہ شفقت منظوری عطا فرمائی۔ خاکسار کے سیوٴل شفٹ ہونے کے تھوڑے عرصہ کے بعد احمدیہ سنٹر اوئی جنگبو شہر سے سیوٴل منتقل ہوا۔ اس وقت تھیگو جماعت میں چالیس کے لگ بھگ احمدی احباب تھے جبکہ سیوٴل جماعت جس کا سنٹر بمقام اوئی جنگبو تھا احمدی احباب کی تعداد 20 سے کم تھی۔ 2009ء کے آخر میں مکرم دلمیر احمد صاحب خبیر مبلغ سلسلہ سیرالون سے جنوبی کوریا تشریف لائے اور لینگوئج کورس کے لئے تھیگو شہر کی یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ خاکسار کی سیوٴل تقرری کے بعد وہ تھیگو میں بطور مبلغ متعین رہے۔

جنوبی کوریا میں جماعتی سنٹرز

جنوبی کوریا میں دو جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت احمدیہ سیوٴل اور دوسری جماعت احمدیہ تھیگو ہے۔ آغاز میں جماعت احمدیہ سیوٴل کا سنٹر اوئی جنگبو شہر میں واقع تھا۔ دارالحکومت سیوٴل سے جانب شمال 20 کلو میٹر کے فاصلہ پر اوئی جنگبو (uijeongbu) واقع ہے۔ قدیم کورین میں اس شہر کے نام کا مطلب سٹیٹ کونسل ہے جو کہ جوسن شاہی خاندان کے کیبینٹ آفس کی عارضی جگہ سے ماخوذ ہے۔ شہر میں کورین اور یو ایس ملٹری کی بیسز ہیں۔ کوریائی جنگ کے بعد اس شہر نے سرعت کے ساتھ ترقی کی اور اب یہ شہر سیوٴل کا انڈسٹریل سیٹلائٹ ہے۔ 1960ء کے بعد شہر میں کاٹن اور کاغذ کی صنعتیں لگائی گئیں۔ مکرم اطہر محمود صاحب فیملی کے ساتھ وقف عارضی کے لئے جاپان سے جنوبی کوریا تشریف لائے تو اسی شہر کے علاقہ میں مکان کرایہ پر لیا۔ ان کے جنوبی کوریا سے چلے جانے کے بعد یہ مکان جماعتی سنٹر کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ بعد میں اسی علاقہ میں ایک دو بار احمدیہ سنٹر کی تبدیلی ہوتی رہی اور اس طرح جماعتی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ جماعت احمدیہ سیوٴل کا اوئی جنگبو شہر میں واقع احمدیہ سنٹر ایک لمبا عرصہ تک جماعتی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ 2010ء کے اواخر میں احمدیہ سنٹر اوئی جنگبو شہر سے جنوبی کوریا کے دارالحکومت سیوٴل میں منتقل کرنے کی حضور انور نے منظوری عطا فرمائی اور مارچ 2011ء میں احمدیہ سنٹر اوئی

جنگبو شہر سے دارالحکومت سیئول میں کرایہ کے مکان میں شفٹ ہوا۔مکرم عرفان اظہر صاحب، مکرم خالد ناصر صاحب، مکرم سیف اللہ لون صاحب اور کرغیزستان سے تعلق رکھنے والے مکرم اولان بیگ صاحب کو بطور صدر جماعت سیئول کے خدمت کی توفیق ملی۔

سیئول شہر کی تاریخی حیثیت ہے۔یہ شہر ملک کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے۔دریائے ہان سیئول شہر کے وسط میں بہتا ہے۔اس شہر کے سنٹر میں 11 کلومیٹر طویل قدیم تاریخی Cheonggye ندی بہتی ہے جسے 2005ء میں بحال کیا گیا۔اس ندی کو کورین جنگ کے بعد ہائی وے کی تعمیر کی وجہ سے پر کر دیا گیا تھا۔یہ ندی دریائے ہان میں گرتی ہے۔اور اس پہ 20 سے زائد پل تعمیر ہیں۔ یہ شہر 1988ء میں گرمائی اولمپکس اور 2002ء میں فیفا ورلڈ کپ کی میزبانی حاصل کر چکا ہے۔123 منزلہ اور 555 میٹر بلند عمارت ’’لوٹے ورلڈ ٹاور‘‘ اس شہر کی رونق ہے۔اس شہر میں عالمی معیار کی بہترین یونیورسٹیاں ہیں۔ دنیا بھر سے طلباء تعلیم حاصل کرنے کے لئے ان یونیورسٹیوں کا رخ اختیار کرتے ہیں۔

2002ء میں جنوبی کوریا میں تھیگو (Daegu) جماعت کا قیام عمل میں آیا۔مکرم طیب منصور صاحب کو بطور پہلے صدر جماعت احمدیہ تھیگو کے خدمت کی توفیق ملی۔ان کے بعد مکرم رانا مبارک احمد صاحب، مکرم منور احمد صاحب، مکرم رانا ناصر احمد صاحب، مکرم فیصل محمود صاحب کو بطور صدر جماعت تھیگو کے خدمت کی توفیق ملی اور آجکل مکرم محسن فاروق صاحب کو بطور صدر جماعت احمدیہ تھیگو کے خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ تھیگو شہر (Daegu) جنوبی کوریا کے بڑے شہروں میں سے ایک ہے جو جنوبی کوریا کے دارالحکومت سیئول سے 238 کلومیٹر جنوب مشرق میں اور ساحل سمندر سے 80 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔اس شہر کی اپنی تاریخی حیثیت ہے۔ تھیگو شہر ’’ٹیکسٹائل سٹی‘‘ کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس کے آس پاس کے علاقہ میں عمدہ قسم کا سیب کاشت ہوتا ہے جو کہ جنوب مشرقی ایشیا کو برآمد کیا جاتا ہے۔ تھیگو شہر کے قریب مغرب میں 46 کلومیٹر کے فاصلہ پر 160 مربع کلومیٹر پر پھیلے گایاسن نیشنل پارک (gayasan national park) میں ایک تاریخی بدھ ٹیمپل کمپلیکس ہے جسے Haeinsa temple کہا جاتا ہے جس میں بدھ مذہب کی متعدد قیمتی مذہبی نوادارت ہیں۔ ان نوادارت میں سے خاص طور پر بدھ مت کے صحائف ٹرائی پٹیکا (Tripitika) ہیں جنہیں وڈ پرنٹنگ (wood printing) بلاکس ٹیکنالوجی کے ذریعہ اسی ہزار سے زائد وڈ پرنٹنگ بلاکس پر کندہ کیا گیا ہے۔یہ ٹرائیپٹیکا کوریانا (Tripitaka Koreana) کے نام سے موسوم ہیں۔یہ ایشیا میں بدھ مت صحائف کا مکمل مجموعہ ہے۔1995ء میں اس مقام کو جہاں ٹرائی پٹیکا کوریانا کو رکھا گیا ہے یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثہ میں شامل کیا گیا۔یہ شہر 2002ء میں فیفا ورلڈ کپ کے میچز کی میزبانی حاصل کر چکا ہے۔اس شہر میں بعض احمدی احباب فیکٹریوں میں کام کرتے تھے لیکن اس شہر میں کوئی باقاعدہ احمدیہ سنٹر نہ تھا۔احمدی احباب ملک کے طول وعرض سے جماعتی پروگراموں میں شرکت کے لئے جماعت احمدیہ سیئول کے اوئی جنگبو شہر میں واقع سنٹر تشریف لے جاتے تھے۔2002ء میں تھیگو جماعت کے قیام کے بعد تھیگو احمدیہ سنٹر میں جماعتی پروگرام منعقد ہونا شروع ہوئے۔بعد میں یہاں پر جلسہ سالانہ کا انعقاد شروع ہوا۔اس سے پہلے آغاز سے 2006ء تک اوئی جنگبو شہر میں جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا رہا اور احباب جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ملک کے طول وعرض سے اوئی جنگبو تشریف لاتے تھے۔جلسہ سالانہ کا انعقاد بعض دفعہ احمدیہ سنٹر میں ہوتا اور متعدد بار انعقاد کے لئے شہر کے مضافات میں کھلی جگہ کا انتخاب کیا جاتا۔پاکستانی غیر احمدی مہمان بھی اس جلسے میں شریک ہوتے۔سوال و جواب کی مجالس کا انعقاد ہوتا۔ تھیگو شہر میں چند احمدی احباب فیملی کے ساتھ رہائش پزیر تھے۔یہ احمدی احباب اپنے اہل خانہ کے ساتھ جلسوں میں شامل ہوتے۔ کچھ عرصہ کے لئے تھیگو جماعت کا سنٹر جنوبی کوریا کے شہر بوسان میں بھی رہا۔آج کل تھیگو شہر اور سیئول شہر میں جماعت کے سنٹرز ہیں جہاں افراد جماعت اپنے تعلیمی و تربیتی پروگرام کا انعقاد کرتے ہیں۔

جنوبی کوریا میں مربیان اور مرکزی نمائندگان کی تشریف آوری

مختلف مواقع پر جاپان سے جنوبی کوریا وزٹ کرنے والے مبلغین سلسلہ میں مکرم امام عطاء المجیب راشد صاحب، مکرم مولانا مغفور احمد منیب، مکرم مولانا ضیاء اللہ مبشر، مکرم ظہیر احمد ریحان مبلغ سلسلہ شامل ہیں۔ 2010ء میں مکرم مولانا ضیاء اللہ مبشر کو بطور مرکزی نمائندہ بھی جنوبی کوریا تشریف لانے کا موقع ملا۔ آپ نے دونوں جماعتوں کا دورہ کیا اور مختلف امور میں راہنمائی کی۔ مکرم مولانا محمود احمد بنگالی سابق امیر ومشنری انچارج آسٹریلیا نے جلسہ سالانہ انگلینڈ سے واپسی پر جنوبی کوریا میں قیام کیا۔افراد جماعت نے ان سے ملاقات کی اور انہوں نے احباب جماعت کو قیمتی نصائح سے نوازا۔مرکز ربوہ سے مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب سابق وکیل التعلیم، مکرم صاحبزادہ نواب منصور خان صاحب سابق وکیل التبشیر جنوبی کوریا تشریف لائے۔ مکرم صاحبزادہ نواب منصور خان 2011ء کے اواخر میں جنوبی کوریا تشریف لائے۔جنوبی کوریا میں موجود دونوں جماعتوں کا دورہ کیا اور احباب جماعت کو قیمتی ہدایات سے نوازا۔ 2014ء میں مکرم ڈاکٹر سرافتخار احمد ایاز تشریف لائے۔ ڈاکٹر سرافتخار احمد ایاز نے سیئول میں موجود NGOS اور دیگر سرکاری اور غیرسرکاری دفاتر کا دورہ کیا۔ بین المذاہب کانفرنس میں شرکت کی اور خطاب کیا۔ مکرم انیس احمد ندیم صدر جماعت و مبلغ انچارج جاپان، جاپان میں مقیم مسلمانوں کی نمائندہ کے طور پہ اس مذاہب عالم کانفرنس میں شامل ہوئے۔ 2016ء میں بھی مکرم انیس رئیس جنوبی کوریا میں تشریف لائے اور جنوبی کوریا کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔سویڈن کے مبلغ انچارج مکرم آغا یحیٰ صاحب 2015ء میں منعقدہ مذاہب عالم کانفرنس میں شرکت کے لئے جنوبی کوریا تشریف لائے۔

جنوبی کوریا کے دورہ کے دوران احباب جماعت کوریا کی مکرم ومحترم نواب منصور خان صاب کے ساتھ یادگار تصویر

سیئول بک فیئر میں مکرم سیف اللہ لون صاحب کے ساتھ کورین وزیٹرز جماعت کے بک سٹال پر

سیئول بک فیئر میں شمولیت اور ثمرات

2013ء میں پہلی بار جماعت احمدیہ کوریا کو سیئول بک فیئر میں شامل ہونے کی توفیق ملی اور اس کے بعد ہر سال اس میں جماعت جنوبی کوریا باقاعدہ شرکت کرتی ہے۔یہ جنوبی کوریا کا سب سے بڑا ایک فیسٹیول ہے جس میں دنیا بھر سے پبلشرز کی بڑی تعداد شامل ہوتی ہے۔اس بک فیئر میں شمولیت کی وجہ سے جماعت کے تعارف میں مزید اضافہ ہوا۔ 2014ء کے بک فیئر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امن عالم کے حوالہ سے مختلف ممالک میں خطابات کے مجموعہ پہ مشتمل ’’دی ورلڈ کرائسز اینڈ پاتھ وے ٹو پیس‘‘ کا کورین ترجمہ اس بک فیئر میں رکھا گیا جو کورین لوگوں کی خاص دلچسپی کا باعث بنا۔اس بک فیئر کے دوران اس کتاب کی تقریب رونمائی کا انعقاد کیا گیا۔خاکسار کو تقریب میں کتاب کا تعارف پیش کرنے اور شاملین کے جوابات دینے کی توفیق ملی۔اس کتاب کا ترجمہ Munhee نامی کورین خاتون نے کیا اور اسے ایک کورین پبلشنگ کمپنی نے طبع کیا۔ایک بڑی تعداد میں اس کتاب کا کورین ترجمہ اور اس کے ساتھ دیگر جماعتی لٹریچر کو ملک بھر کی بڑی پبلک لائبریریوں اور یونیورسٹیوں میں رکھوایا گیا اور پروفیسرز، طلباء اور وکلاء کو بذریعہ ڈاک ودستی بہم پہنچایا۔اس کتاب کو بڑے بک سٹورز پر بھی رکھوایا گیا۔ 2017ء میں where did Jesus die کتاب کا کورین ترجمہ طبع ہوا اور 2017ء کے بک فیئر کی زینت بنا۔ان بک فیئرز کے ذریعہ بہت سے نئے روابط قائم ہوئے اور مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگوں میں جماعت کا مزید تعارف ہوا۔

2019ء کے بک فیئر کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں نمائش کا تھیم ’’مذہب کی اہمیت اور ہستی باری تعالیٰ کا وجود‘‘ تھا۔مکرم دلمیر احمد خبیر مبلغ سلسلہ کی طرف سے ’’عالمی امن کے قیام میں مذہب کی اہمیت‘‘ کے بارے میں کورین زبان میں ایک پریزنٹیشن دی گئی۔ پریزنٹیشن کے بعد سوال و جواب کا سیشن ہوا۔حاضرین نے قرآن

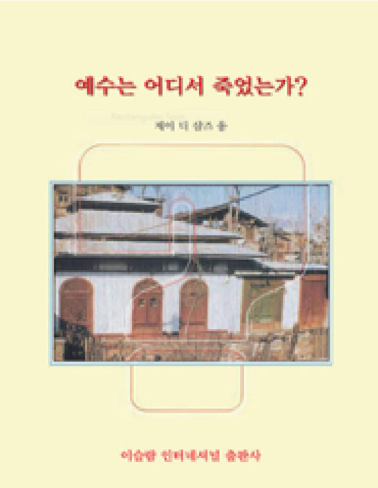

Where did Jesus die

کتاب کا کورین ترجمہ

پاک اور بائبل میں فرق، اسلام میں پردہ، اسلام میں خواتین، جہاد وغیرہ کے بارے میں سوالات پوچھے۔ اس بک فیئر کی ایک اور خاص بات ”Try a Headscarf“ کارنر تھا جس کا اہتمام لجنہ اماء اللہ نے کیا تھا۔خواتین کو ہیڈ اسکارف ٹرائی کرنے کے لیے مدعو کیا گیا اور انہیں اپنے احساسات کو نوٹ کرنے کا کہا گیا، ان میں سے زیادہ تر نے لکھا کہ انہوں نے اسے پہن کر محفوظ، آرام دہ محسوس کیا ہے۔

کورین انگلش اخبار میں جماعتی خبریں

دی سیوٴل ٹائم جنوبی کوریا کا ایک آن لائن انگلش اخبار ہے۔اس اخبار کے ایڈیٹر جوزف ہیں۔اس اخبار میں جماعت کے بارے متعدد خبریں شائع ہوئیں۔ 27 مئی 2008ء میں خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہوئے۔ساری دنیا میں صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالے سے مختلف پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔جشن اظہار تشکر صد سالہ خلافت جوبلی کے لئے جماعت احمدیہ جنوبی کوریا کو 30 نومبر 2008ء میں شہر تھیگو کے ”روز ویڈنگ بوفے“ کے کنونشن ہال میں ایک تبلیغی سیمینار کے انعقاد کی توفیق ملی۔اس سیمینار میں کتابوں کی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔کورین احباب نے اس پروگرام میں شرکت کی۔اس سیمینار میں ایک کورین پادری نے شرکت کی۔صدر جماعت کوریا نے تقریر کی اور صدر جماعت تھیگو نے پریزینٹیشن دی۔ اس پروگرام کی مختصر رپورٹ کوریا کے انگلش آن لائن اخبار ”دی سیوٴل“ نے شائع کی۔ خاکسار کا امن عالم کے حوالہ سے اسلام کی پرامن تعلیمات پہ مشتمل مضمون اس خبار کے فرنٹ پیج کی زینت بنا۔سی سی ٹی وی کے ایڈیٹر اور مبصر ”ٹام مگر یگر“ نے اس مضمون کے پڑھنے کے بعد رابطہ کیا کہ وہ ان دنوں شام کے بحران کے بارے میں اداریہ تحریر کر رہے ہیں اور انہیں اس کے متعلق جماعت احمدیہ کا نقطہء نظر معلوم کرنا ہے۔ خاکسار کو حضور انور کے بیان فرمودہ خطابات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کا نقطہء نظر پیش کرنے کی توفیق ملی۔

جنوبی کوریا میں بین المذاہب امن کانفرنس

ستمبر 2014ء میں جنوبی کوریا کی ایک تنظیم کی طرف سے سیوٴل میں بین المذاہب امن کانفرنس منعقد ہوئی۔اس کانفرنس میں جماعت احمدیہ جنوبی کوریا کے پانچ رکنی وفد نے مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز کی نمائندگی میں شرکت کی۔ جنوبی کوریا کے جماعتی وفد میں مکرم داوٴد احمد ملک سابق صدر جماعت کوریا، مکرم رانا ناصر احمد سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کوریا، مکرم خالد ناصر سابق صدر جماعت احمدیہ سیوٴل، مکرم محمد رفیع اور خاکسار شامل تھے۔ کانفرنس کے انعقاد سے قبل مارچ 2014ء میں اس تنظیم کے چیئرمین نے حضور انور سے ملاقات کی درخواست کی اور حضور انور سے ملاقات میں آپ کی خدمت میں جنوبی کوریا میں منعقد ہونے والی بین المذاہب امن کانفرنس میں شمولیت کا دعوت نامہ پیش کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔مارچ 2014ء کے آغاز میں اس تنظیم کے دو رکنی وفد نے سیوٴل میں واقع احمدیہ سنٹر کا وزٹ کیا اور خاکسار سے تنظیم کے چیئرمین کے یورپ کے دورہ کا ذکر کیا کہ وہ اپنے اس دورہ کے دوران مذہبی وسیاسی لیڈرز سے ملاقات کرکے انہیں جنوبی کوریا میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں مدعو کریں گے اور یہ کہ تنظیم کے چیئرمین خصوصی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے خواہشمند ہیں۔ اس وفد نے خاکسار کو تنظیم کے چیئرمین کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں تحریر کردہ خط دیا جس میں موصوف نے حضور انور سے ملاقات کی استدعا کی اور حضور انور سے امن عالم کے حوالہ سے مذہب کے کردار پر تبادلہ خیالات کرنے اور بذات خود حضور انور کی خدمت میں کانفرنس میں شمولیت کا دعوت نامہ پیش کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔انگلستان سے ڈاکٹر افتخار احمد ایاز بطور نمائندہ اس کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ جنوبی کوریا کا وفد بھی ان کے ہمراہ پہلی بار اس کانفرنس میں شامل ہوا۔ جماعت احمدیہ کے وفد کی اس کانفرنس میں شمولیت کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کی پرامن اور خوبصورت تعلیم کو کانفرنس کے مذہبی اور سیاسی راہنماؤں کو پیش کیا جائے۔مکرم انیس رئیس صدر جماعت و مبلغ جاپان، جاپان میں مقیم مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پہ اس مذاہب عالم کانفرنس میں شامل ہوئے۔یہ کانفرنس تین روز جاری رہی جس میں دنیا بھر کے ممالک کے سابق صدور، ججز، دانشور اور علماء نے شرکت کی۔ خاکسار کو اس کانفرنس میں شامل مذہبی اور سیاسی عمائدین کو جماعت کا تعارف اور جماعتی لٹریچر تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ اس تنظیم نے سویڈن کے مبلغ انچارج آغا یحیٰ صاحب کو 2015ء میں منعقدہ مذاہب عالم کانفرنس میں شرکت کے لئے مدعو کیا تھا۔محترم آغا یحیٰ صاحب مبلغ سویڈن اس کانفرنس میں شرکت کے لئے جنوبی کوریا تشریف لائے۔

جنوبی کوریا میں مسجد کی تعمیر کی خواہش

جماعت احمدیہ جنوبی کوریا نے کوریا میں مسجد بنانے کے ارادہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں لکھ کر اظہار کیا تو حضور رحمہ اللہ نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔احباب جماعت نے دل کھول کر مسجد کی تعمیر کے لئے فنڈز دیئے۔اگرچہ اس وقت اس خواہش کی تکمیل نہ ہوسکی۔لیکن آئندہ کسی وقت مسجد کی تعمیر سے یہ خواہش ضرور پوری ہوگی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ

احمدیہ وفد کا بدھ مت کے ٹیمپل کا دورہ

احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن جنوبی کوریا کے 5 رکنی وفد نے 27 اور 28 اپریل 2019ء کو Hongbeopsa Temple بوسان، جنوبی کوریا میں بدھ مت کے ٹیمپل قیام میں حصہ لیا۔ Temple Stay کورین بدھ مت کی روزمرہ کی طرز زندگی، رسومات اور روحانیت کا تجربہ کرنے کا ایک انوکھا موقع ہے۔ اس میں عام طور پر ٹیمپل میں رہنا اور روزمرہ کی خانقاہی سرگرمیوں میں شامل ہونا ہے۔ آجکل مقامی لوگوں اور غیرملکیوں میں کورین بدھ مت کا تجربہ کرنے کے لیے ٹیمپل کے قیام کا پروگرام خاصا مقبول ہے۔جماعت احمدیہ کے وفد کا اس پروگرام میں شرکت کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بدھ مت کی سرگرمیوں کو قریب سے دیکھا جائے اور اسلام کے پیغام کو بدھ مت کی کمیونٹی تک پہنچایا جائے۔ پروفیسر نوریکو ساتو (Noriko Sato) جنوبی کوریا میں کمیونٹی کی بہت اچھی دوست ہیں۔انہوں نے بدھ مت کمیونٹی تک اسلام کے پرامن پیغام کو پروموٹ کرنے کے لیے اس موقع کا اہتمام کیا تھا۔اس پروگرام میں جماعتی وفد کی شرکت کو کامیاب بنانے کے لئے خصوصی طور پر حضور انور کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست ارسال کی گئی۔ جماعتی وفد نے ٹیمپل میں 20 گھنٹے قیام کیا اور اس میں امریکہ، برطانیہ، جنوبی افریقہ، چین اور فجی کے غیر احمدی شرکاء شامل تھے۔ٹیمپل کے قیام کی سرگرمیوں میں مراقبہ،

احمدیہ وفد بدھ مت کے کوریا میں سب سے بڑے فرقے کے ایک راہنما کو قرآن کریم کا تحفہ پیش کرتے ہوئے

خانقاہی کھانے کی روایت، واکنگ مراقبہ، تھریڈنگ اور دھرم ٹاک شامل تھے۔ پروگرام کے اختتام پر میزبانوں نے احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن جنوبی کوریا کے نیشنل صدر نے بدھ مت کے جنوبی کوریا میں سب سے بڑے فرقہ جوگے آرڈر کے ٹیمپل ہونگ بوپسا (Hongbeopsa) کے سربراہ راہب معزز وین شمسن (Ven Shimsan) کو قرآن پاک کا ایک نسخہ پیش کیا جسے وہ وصول کرکے بہت خوش ہوئے اور یہ بات تمام شرکاء کے لیے خوشگوار حیرت کا باعث بنی۔ اس کے بعد شرکاء نے اپنی مادری زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ قرآن پاک کے نسخوں کی بھی درخواست کی۔ٹیمپل کے میزبان نے جماعتی وفد کی ٹیمپل میں تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور جماعتی وفد کے بارے میں یہ ریمارکس دیئے کہ آپ کا عزت و احترام دینے والا رویہ اور مہربانی و شفقت ہمارے لیے واقعی متاثر کن ہے۔

اس موقع پر کوریا میں ایک چینی طالب علم نے چینی ترجمہ کے ساتھ قرآن پاک حاصل کرنے کے بعد جماعتی وفد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ واقعی خوبصورت ہے۔ میں جو کتاب چین سے لایا ہوں وہ ختم ہونے کو ہے۔ اب میرے پاس یہ ہے۔ پروفیسر نوریکو ساتو نے بتایا کہ مجھے ابھی ٹیمپل کے منتظمین کی طرف سے ایک کال موصول ہوئی ہے کہ وہ جماعتی وفد کے ساتھ ٹیمپل میں تشریف لانے سے بہت خوش ہوئے ہیں اور یہ کہ ٹیمپل کے سربراہ راہب جماعتی وفد کی طرف سے قرآن کریم کے نسخہ عنایت کئے جانے پر شکرگزار ہیں۔

(Al Hakam 26th July 2019)

جوگے آرڈر (Jogye Order) جنوبی کوریا میں بدھ مت کا سب سے بڑا فرقہ ہے جو جنوبی کوریا کی بدھ مت کی آبادی کے سب سے بڑے حصے کی نمائندگی کرتا ہے۔ جوگے آرڈر کی تاریخ 1,200 سال پیچھے متحدہ شلا بادشاہت کے دور میں ملتی ہے۔مراقبہ والا بدھ مت Zen متحدہ شلا بادشاہت کے دور میں کوریا میں چین سے متعارف ہوا۔ Master Doui راہب نے 820ء میں چین میں عظیم رشی ہیونگ سے تعلیمات حاصل کرکے Zen کی تعلیمات کو کوریا میں منتقل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ کورین جوگے آرڈر کی ٹریڈیشن براہ راست Zen سے ماخوذ ہیں۔ جوگے آرڈر ایک الگ پہچان کے طور پر 11ویں صدی کے آخر میں ابھرا۔ ماسٹر jinul نے اس وقت بدھ مت کے مختلف مکتب ہائے فکر کو متحد کیا اور اس نے مراقبہ کی ایک قسم متعارف کروائی جسے Ganhwaseon کہتے ہیں۔ jinul کو جوگے آرڈر کا بانی مانا جاتا ہے۔

بارھویں صدی کے آغاز میں کوریو سلطنت کے ملٹری دور میں بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہوا اور اس کے بعد آنے والی صدیوں کے دوران بڑی سرعت کے ساتھ پھیلا۔ جوسن بادشاہت کے دور میں یہ نیو کنفیوشش فلاسفی کو سٹیٹ آئیڈیالوجی کے اپنانے اور بدھ مت کے خلاف اقدامات کی وجہ سے زوال پذیر رہا۔ کوریا پہ جاپان کے نوآبادیاتی دور میں اس آرڈر کو از سر نو منظم کرنے کی کوشش ہوئی۔ جاپان کے کوریا پہ تسلط کے بعد نوے فیصدی کورین بدھ مت اس شاخ سے منسلک ہیں۔ 19000 ہزار فعال ٹیمپلز ہیں اور پانچ بڑی ٹریننگ دینے کی خانقاہیں اور 10 ملین پیروکار ہیں اور 13 ہزار بھکشو ہیں۔ کوریو دور میں اس قسم کو سرکاری مذہب کا درجہ دیا گیا۔ chogye آج بھی کوریا میں بدھ مت کی مقبول شاخ ہے۔ وین وان ہینگ (Ven.Wonhaeng) اس کے موجودہ صدر ہیں۔

جنوبی کوریا میں عیسائیت کا اصل چہرہ اور عمدہ مذہب کی متلاشی کورین قوم

جزیرہ نما کوریا کو اپنی تاریخ کے ایک طویل دور تک کئے بعد دیگرے مختلف بحرانوں سے گزرنا پڑا۔ بالخصوص بیسویں صدی میں جزیرہ نما کوریا اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزرا جب جزیرہ نما کوریا پر تسلط قائم کرنے کے لئے روس اور جاپان کے مابین جنگ ہوئی اور جاپان نے کوریا پر قبضہ کرلیا۔ جزیرہ نما کوریا 1905ء سے لیکر دوسری جنگ عظیم کے اختتام تک جاپان کے نوآبادیاتی نظام کے ماتحت رہا اور اس دور میں کورین قوم فاتح قوم کے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنی۔ دوسری جنگ عظیم دوم کے بعد جزیرہ نما کوریا بڑی طاقتوں کی سیاست کی بھینٹ چڑھ گیا اور بڑی طاقتوں کے اپنے مفادات کی وجہ سے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ 1948ء میں دونوں حصے جنوبی اور شمالی الگ الگ ملک کے طور پر وجود میں آئے۔ ایک جنوبی کوریا اور دوسرا شمالی کوریا کے نام سے دنیا میں جانے جاتے ہیں۔ آزادی کے بعد امریکہ نے جنوبی کوریا کی حمایت کی اور سوویت یونین نے شمالی کوریا کی حمایت کی۔ بدقسمتی سے امریکہ اور روس کی سرد جنگ کے باعث ایک آزاد اور متحد کوریا کی تشکیل نہ ہو پائی۔

آزادی کے چند سال کے بعد شمالی اور جنوبی کوریا کے مابین جنگ 25 جون 1950ء کو شروع ہو کر 27 جولائی 1953ء کو ختم ہوئی۔ اس خونریز جنگ کے نتیجے میں 2.5 ملین سے زائد لوگ لقمہ اجل بنے۔ کورین قوم نصف صدی سے مسلسل ظلم کا شکار رہی اور مظالم کی وجہ سے ان کی کمر ٹوٹ گئی اور پھر بڑی طاقتوں کے اپنے مفادات کے باعث آپس کی خون ریز جنگ کے نتیجے میں ملینز لوگ مارے گئے۔ معیشت اس قدر تباہ ہوگئی کہ غربت و افلاس کے مہیب سائے منڈلانے لگے۔ ایسے میں چرچ کو کوریا کو عیسائی بنانے کا نادر موقع ہاتھ لگا۔ چرچ نے کورین قوم کے حالات و واقعات کا ادراک کرتے ہوئے اور ان کے جذبات اور احساسات کو بھانپتے ہوئے انہیں عیسائیت کے قریب کرنا شروع کیا، سیاست اور مالی امداد کے نام پہ عیاری سے غریب کورین قوم کو عیسائیت کی گود میں ڈالنے کے لئے کوششیں تیز کردیں۔ کوریائی جنگ کے بعد کورین قوم نے ایک طاقتور اور متمول قوم کے اثر کو قبول کر کے عیسائیت کو قبول کرنا شروع کیا۔ دی ڈپلومیٹ انٹرنیشنل میگزین میں 7 اپریل 2016 کی اشاعت میں Dave Hazzan لکھتا ہے کہ:

Following the Korean War, South Koreans came to view the Americans as saviors, and the Americans, religion, Christianity, as source of strength and wealth

یعنی کوریائی جنگ کے بعد، جنوبی کوریا کے باشندے امریکیوں کو نجات دہندہ کے طور پر اور ان کے مذہب عیسائیت کو طاقت اور دولت کا ذریعہ دیکھنے لگے۔

1945ء میں جاپان سے آزادی کے فوراً بعد سیاسی منظر نامے پر آنے والی شخصیات کی ایک بڑی اکثریت پروٹسٹنٹ چرچ کے رہنما اور اراکین کی تھی اور خاص طور پر شمال اور جنوب میں دو الگ حکومتوں کے ابھرنے کے بعد جنوبی کوریا میں عیسائیوں نے تقریباً 40 فیصد سیاسی قیادت کے عہدوں پر قبضہ کر لیا حالانکہ وہ جنوبی کوریا کی آبادی کا 10 فیصد سے بھی کم تھے۔

1953ء کی کوریائی جنگ کے بعد جنوبی کوریا میں عیسائیت کی رفتار تیز ہوگئی۔ جنوبی کوریا میں میگا چرچز کی تعمیر ہونا شروع ہوئی۔ ایک منصوبہ کے تحت آغاز سے جنوبی کوریا کو کرسچن کنگڈم (Christian Kingdom) بنانے کی تیاری کی گئی۔ اسی منصوبہ کے تحت جنوبی کوریا کا پہلا صدر امریکہ کے حمایت یافتہ سنگمن ری کو بنایا گیا جو پروٹسٹنٹ عیسائی اور خود چرچ کے ایلڈر (Elder) تھے۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ پہلے صدارتی تقریب کے افتتاح کے موقع پر عیسائی تقریبات سے آغاز کیا گیا اور سنگمن ری نے پہلے صدر کی حیثیت سے اپنے عہدہ کا حلف بائبل ہاتھ میں پکڑے ہوئے اٹھایا۔ کوریا کی تاریخ میں اس سے قبل ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ایک کورین تاریخ دان Yi Manyol نے سنگمن ری کے دور حکومت کو ''عیسائی دور'' کے آغاز سے تعبیر کیا۔ Chung-shin PARK لکھتے ہیں کہ:

It is interesting to note that at his inauguration as the first president of the Republic of Korea on August 15, 1948, Syngman Rhee took an oath of office with his hand on the Bible, a gesture unprecedented in Korean history. At the opening ceremony, over which he presided as speaker before the presidential inauguration, Rhee told the audience to rise and had Assemblyman Yi Yunyong, a Christian minister, led a prayer of thanks. The first National Assembly and the first presidential inauguration in a land steeped in Confucianism, Buddhism, and folk cults were begun with Christian ceremonies. All signs at the beginning of the Rhee's regime indicate the opening of a ''Christian era,'' as a prominent Korean historian says. This phenomenon is indeed an intriguing subject for research. For some reasons, however, the Christian background of these individuals is not mentioned at all, or only tangentially, in the literature. It would be an intriguing subject to see how these Christians came to assume leadership positions in the south.

(International Journal of Korean History Vol.11, Dec.2007 by Chung-Shin PARK)

یعنی یہ بات دلچسپ ہے کہ 15 اگست 1948ء کو جمہوریہ کوریا کے اپنے بطور پہلے صدر کے افتتاح کے موقع پر سنگمن ری (Syngman Rhee) نے بائبل پر ہاتھ رکھ کر اپنے عہدے کا حلف اٹھایا کوریا کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ افتتاحی تقریب میں، جس کی صدارت انہوں نے صدارتی افتتاح سے قبل اسپیکر کی حیثیت سے کی تھی، ری نے سامعین کو اٹھنے کا کہا اور ایک عیسائی پادری، رکن اسمبلی یی یونیونگ نے دعا کروائی۔ کنفیوشس ازم، بدھ مت اور لوک فرقوں سے گہری متاثرہ سرزمین میں پہلی قومی اسمبلی اور پہلی صدارتی افتتاحی تقریب کا آغاز مسیحی تقریبات کے ساتھ کیا گیا۔ Rhee کی حکومت کے آغاز میں تمام علامات ایک ''عیسائی دور'' کے آغاز کی نشان دہی کرتی ہیں جیسا کہ ایک ممتاز کوریائی مورخ کا کہنا ہے۔ یہ واقعہ درحقیقت تحقیق کے لیے ایک دلچسپ موضوع ہے۔ تاہم، بعض وجوہات کی بنا پر، ان افراد کے مسیحی پس منظر کا لٹریچر میں بالکل ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ یہ دلچسپ موضوع ہوگا کہ یہ عیسائی کیسے جنوب میں (جنوبی کوریا) قیادت کے عہدوں پر فائز ہوئے۔

1948ء میں ری نے ریاستہائے متحدہ میں پریسبیٹیرین چرچ کی ایک کانفرنس سے جو پہلا خطاب کیا۔ اس خطاب سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح عیسائیت سیاست کے نام پر کوریا میں داخل ہوئی۔ پروٹسٹنٹ چرچ نے کمیونسٹ مخالف نظریہ قائم کرنے کے لیے ری کی کوشش کی حمایت کی تھی اور پھر ری نے عیسائیت نواز پالیسی کے ذریعے چرچ لیڈرز کو حکومت کے اعلیٰ عہدوں سے نوازا، کرسچن منسٹر Yi Yunyong Rhee کوریا کے پہلے وزیر اعظم تھے اور اس طرح جنوبی کوریا کے آغاز سے ہی ملک کی باگ دوڑ عیسائیت کے ہاتھوں میں تھما دی گئی۔ یہ سب ایک منصوبہ کے تحت تھا۔

ری (Rhee) نے چرچ کی کانفرنس سے خطاب میں کوریا میں عیسائیت لانے کے لیے امریکہ کے چرچ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انکی کوریا کے تعلیم اور طب کے میدان میں عظیم خدمات کو سراہا اور ری نے ان سے عہد کیا کہ ان کی حکومت کوریا میں مسیحی عقیدہ کو آگے بڑھانے کی پوری کوشش کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ کوریا میں ان کی حکومت اور عیسائیت کو سوویت یونین کی تربیت یافتہ ریڈ آرمی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کا مقصد جنوبی کوریا کو کمیونسٹ بنانا اور عیسائیت کو مٹانا ہے۔ انہوں نے امریکی چرچ کے رہنماؤں کو ریڈ آرمی کے اس خطرہ سے متنبہ کیا۔ اس کے بعد ری نے چرچ سے اپنی حکومت اور کوریائی عیسائیوں کی فعال حمایت کی اپیل کی جو کمیونزم کا مقابلہ کرنے کے لیے مل کر کام کر رہے تھے۔ ان کی تقریر کو خوب پذیرائی ملی، اور کوریا میں کمیونزم مخالف مقصد کے لیے فوری طور پر فنڈز اکٹھے کیے گئے۔ یہ وہ وقت تھا جب کمیونسٹ مخالف ہسٹیریا ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔ کوریائی پروٹسٹنٹ چرچ کے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ساتھ اپنے طویل تعلق کے باعث اور وہاں سے حاصل ہونے والی امدادی رقم اور سامان کی فراہمی کی وجہ سے چرچ نے ری کی حکومت کے لئے اور کمیونزم کے خلاف قابل قدر خدمات انجام دیں۔ چرچ نے نہ صرف کمیونسٹ مخالف آئیڈیالوجی کے لئے ری کی حکومت کی مدد اور حمایت کی بلکہ ری کے 12 سالہ دور حکومت میں پروٹسٹنٹ کمیونٹی نے ری کی حمایت میں الیکشن کے دوران اپنے ذرائع اور اثر و رسوخ کا بھرپور استعمال کیا۔ 1952ء کے صدارتی انتخاب میں جس میں ری بطور صدر منتخب ہوئے اس میں چرچ نے انتخاب کے لئے کورین چرچ کمیٹی قائم کی جس نے ری کے لئے

بھر پور مہم چلائی۔ چرچ کی سپورٹ سے قائم ہونے والی حکومت نے اس کے بدلے میں چرچ کو خوب نوازا۔ انہیں گورنمنٹ میں عہدے اور وازارتیں دی گئیں اور اس طرح عیسائیت نے سیاست کے سہارے پر جنوبی کوریا میں عیسائیت کو کو پروان چڑھایا۔

چنگ شن پارک لکھتا ہے کہ:

The Protestant church systematically lent its undivided support to Rhee by justifying his government and its stand on communism. The church in turn was rewarded with particular favors and benefits.

(Protestantism and Politics in Korea byChung-Shin Park page180)

پروٹسٹنٹ چرچ نے منظم طریقے سے ری کی حکومت اور کمیونزم پر اس کے موقف کو جواز بنا کر ری کی بھرپور مدد کی۔ اس کے بدلے میں چرچ کو خاص انعام و اکرام سے نوازا گیا۔

جنوبی کوریا کی تشکیل کے آغاز میں کورین قوم کو عیسائیت کی جھولی میں ڈالنے کے لئے امریکہ کے شہرہ آفاق عیسائی مناد ڈاکٹر گراہم بلی کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ یاد رہے کہ 1960ء میں افریقہ کو عیسائیت کی گود میں ڈالنے کا عزم لئے ڈاکٹر بلی گراہم نے افریقن ممالک کا وسیع دورہ کیا تھا۔ اس مناد کو احمدی مبلغین نے افریقہ میں پوری قوت کے ساتھ للکارا اور مناظرے کے چیلنج دیئے مگر تثلیث کا یہ مایہ ناز نمائندہ کاسرصلیب کے کے شاگردوں کے سامنے سراسر عاجز، بے بس اور دم بخود ہو کے رہ گیا اور جائے فرار اختیار کی جسے افریقہ کی مذہبی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ڈاکٹر بلی گراہم نے امریکہ کی آشیر باد سے 1952ء، 1956ء اور 1973ء میں دورے کئے۔ 1952ء میں بلی گراہم نے جنوبی کوریا کا کورین جنگ کے دوران دورہ کیا۔ انہوں نے اس دورے کے دوران امریکن آرمی ٹروپس کے ساتھ کرسمس گزاری، عیسائیت کی تبلیغ کی اور کوریا میں چرچ کی سرگرمیوں کو براہ رست دیکھا۔ 1956ء کے مجمع میں 55000 ہزار کے مجمع سے خطاب کیا اور اس مجمع میں جنوبی کوریا کے صدر سنگمن ری نے تشریف لا کر انہیں خوش آمدید کہا۔ 1973ء میں بلی نے ایک ملین سے زائد لوگوں کے اجتماع سے خطاب کیا۔ 1990ء میں بلی گراہم نے چرچ کی تعمیر کے لئے دو مرتبہ شمالی کوریا کا دورہ کیا۔ الغرض عیسائیت نے کوریا میں اور باقی دنیا میں اپنے پنجے گاڑنے کے لئے سیاست اور عیاری کا سہارا لیا۔

1997ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں کوریا میں عیسائیت کے اصل چہرہ کو ان الفاظ میں بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

’’ابھی چند دن ہوئے کوریا کے نمائندے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے ان سے گفتگو ہوئی وہاں ایک کورین خاتون ہیں جنہوں نے واقعتاً اسلام کو سچا سمجھ کر قبول کیا ہے اپنے خرچ پر یہاں تشریف لائیں مجھے مشورے دے رہی تھیں کہ کیا کیا ہم ہوشیاریاں کریں تو کوریا میں کثرت کے ساتھ پھیل سکتے ہیں۔ جب وہ بات کر چکیں تو میں نے کہا جس طرح عیسائیت۔ انہوں نے کہاہاں عیسائیت دیکھو کتنی پھیل گئی ہے۔ لکھوکھا انسان (millions) دیکھتے دیکھتے عیسائی بن گئے تو آپ بھی کچھ ان سے ملتی جلتی باتیں کریں۔ انہوں نے مدرسے بنائے اتنے، کوئی کالج ہسپتال بنائے، رفاہ عامہ کے یہ کام کئے اور اس کے نتیجے میں دیکھو ملینز عیسائی بن گئے۔ جب وہ بات کر چکیں تو میں نے انہیں کہا ان ملین عیسائیوں میں کیا پاک تبدیلی آپ نے دیکھی ہے۔؟ کتنے ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر دنیا کے مسلک چھوڑے ہیں۔ کتنے ہیں جو بہتر انسان بن گئے اور خدا کے سامنے سر جھکانے والے ہو گئے؟ کچھ دیر تک وہ خاتون سوچتی رہیں اور پھر ان کا جواب صفر نکلا کہ میرے علم کوئی نہیں۔ میں نے کہا کہ یہ سیاست ہے یہ مذہب نہیں ہے۔ یہ وہ دین ہے جس کو دین اللہ نہیں ہم کہہ سکتے اور ہمیں تو دین اللہ میں دلچسپی ہے۔ اس لئے اگر آپ اکیلی بھی کوریا میں احمدی مسلمان بن کر اپنے آپ کو خدا کے حضور جھکا دیں تو وہاں احمدیت کامیاب ہے اور عیسائیت ناکام ہے کیونکہ عیسائیت نے اگر مذہب لے کر وہاں پہنچی ہے تو مذہب میں دھوکہ دیا ہے۔ عیسائیت دراصل امریکہ کی سیاسی حیثیت کا ایک دوسرا چہرہ ہے‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 19 ستمبر تا 25 ستمبر 1997ء صفحہ 7)

جنوبی کوریا نے جب معاشی ترقی کے سفر کا آغاز کیا تو چرچ نے کورین قوم کو سرعت کے ساتھ ان کا مذہب تبدیل کرنے کے لئے بڑی ہوشیاری سے انکے دل و دماغ میں یہ بات ڈال دی کہ جنوبی کوریا کی تعمیر و ترقی کا راز ان کا عیسائیت کو قبول کرنے کی بدولت ممکن ہو رہا ہے اور جب تک وہ صرف دوسرے مذاہب کے پیروکار تھے اور ابھی معقول تعداد نے عیسائیت کو قبول نہ کیا تھا تو وہ انتہائی غریب اور پسماندہ رہے۔ عیسائیت اس پروپیگنڈا کو موثر ہتھیار کے طور پہ استعمال کرتے ہوئے کورین قوم کو مزید عیسائیت کی طرف دھکیلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اب تو چرچ کے پادری اس بات کو بار بار دہراتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ عیسائیت سے وابستہ زیادہ اقوام دولت مند ہیں اور بدھ مت سے وابستہ کوئی ایسا ملک نہیں جو امیر ہو۔ لیکن عیسائیت کا یہ پروپیگنڈا مزید کارگر نہیں رہے گا کیونکہ نئی نسل اب ان کی اصلیت جان چکی ہے۔

عمدہ مذہب کی متلاشی کورین قوم

ملک کی اکثر آبادی لا مذہب ہے۔ کوریا کے ادارہ شماریات کے مطابق 2005ء میں لا مذہب کی تعدادا 47 فیصد تھی جو کہ 2015ء میں 47 فیصد سے بڑھکر 56 فیصد ہوگئی ہے۔ جنوبی کوریا میں ہر نئے دن کے ساتھ لا مذہب والوں کی فہرست میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کوریا نے معاشی ترقی کی تو لوگوں کا رجحان دنیا داری کی طرف ہو گیا اور وہ مذہب سے دور ہو گئے۔۔ اور دوسری وجہ لا مذہب کی تعدادا میں اضافہ کی کوریا میں لوگوں کی موجودہ مذاہب عیسائیت اور بدھ مت سے بیزاری بھی ہے۔ کیونکہ لوگ ان مذاہب کو صرف دکانداری کا حصول سمجھتے ہیں۔ نئی نسل چرچ کے پادریوں کی مالی بدعنوانیوں، کرپشن اور جنسی سکینڈل اور بدھ مت اور عیسائیت کے درمیان چپقلش کی وجہ سے مذہب سے متنفر ہو رہی ہے۔ 2011ء میں کوریا کے سب سے بڑے چرچ میں مالی کرپشن کا سکینڈل منظر عام آنے پہ عوام نے شدید غم و غصہ کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ چرچز کو ٹیکس چھوٹ کو ختم کر کے ان پہ ٹیکس عائد کیا جائے اور یہ کہ اگر چرچ کے لیڈرز ہی بڑی رقوم کو خرچ کرنے کے فیصلے کریں گے تو شفافیت کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی اور یہ کرپشن اور مالی بدعنوانی صرف چرچز تک نہیں محدود رہے گی بلکہ سارے کورین معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لی گئی۔ حالیہ تاریخ میں جنوبی کوریا میں بدھ مت کو بڑا دھچکا اس وقت لگا جب بدھ مت کے کوریا میں سب سے بڑے فرقہ جوگے آرڈر کے صدر Seoli jeong کو اگست 2018ء کو مختلف سکینڈلز کی وجہ سے دستبردار ہونا پڑا۔ اس سے بدھ مت کی ساکھ کو نقصان پہنچا۔ 2015ء کے ادارہ شماریات کی رپورٹ کے مطابق تقریباً 7 ملین لوگ اس سے وابستہ ہیں اور 19000 ہزار ایکٹو ٹیمپلز ہیں۔

چند دہائیوں سے جاری عیسائیت اور بدھ مت کے مابین مخاصمت بھی کورین قوم کے مذہب میں عدم دلچسپی کی ایک وجہ بنی ہے۔۔ 2008ء میں یہ مخاصمت طول پکڑ گئی جب دس ہزار بدھ مت کے راہبوں نے گورنمنٹ کے خلاف اس بات پہ احتجاج کیا کہ گورنمنٹ پروٹسٹنٹ کی حمایت کر رہی ہے اور بدھ مت کے ماننے والوں کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جارہا ہے۔ اس وقت کے کوریا کے صدر لی میونگ بیک جو کہ چرچ کے لیڈر بھی تھے کو براہ راست اس بات کا ذمہ دار قرار دیا۔ جوگے آرڈر کے راہبوں کا کہنا تھا کہ جب سے لی فروری میں صدر بنے ہیں تو انہوں نے سرکاری پوزیشنز کو عیسائیوں سے بھر دیا ہے اور وہ نہ ماننے والوں پر مذہب تبدیل کرنے کے لیے دباؤ ڈال رہے ہیں اور صدر لی کوریا کو ایک عیسائی قوم میں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بدھ مت کے پیروکاروں کے ساتھ امتیازی سلوک کی ایک مثال اس سال اس وقت پیش آئی جب حکومت نے سیئول کا آن لائن نقشہ شائع کیا۔ جوگے ٹیمپل اور بدھ مت کے دیگر مقامات کو چھوڑ دیا گیا، حالانکہ اس کے برعکس چھوٹے عیسائی گرجوں کو بھی اس نقشہ میں شامل کیا گیا تھا۔

ابھی حال میں جنوری 2022ء میں جنوبی کوریا کے بدھ مت کے سب سے بڑے فرقے جوگے آرڈر (Jogye Order) کے 5000 ہزار راہبوں اور بھکشوؤں نے جنوبی کوریا کے اس وقت کے صدر مون جئے ان (Moon Jae-In) کے خلاف ان کی گورنمنٹ کی بدھ مت مخالفانہ اور متعصّبانہ اور امتیازی پالیسیوں پر اور عیسائیت کی طرفداری پر احتجاج کیا اور انہوں نے بدھ مت کے خلاف متعصّبانہ رویے اور امتیازی سلوک سے روکنے کے لئے قانون سازی کا مطالبہ کیا۔ صدر مون کی کابینہ میں بدھ مت کے پیروکاروں کے تناسب سے لے کر عیسائی کیرول (Christian Carols) کو فروغ دینے کے لیے ریاستی سرپرستی میں چلنے والی مہم کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ دسمبر 2021 میں، ملک کی وزارت ثقافت، کھیل اور سیاحت نے ملک گیر carols پروموشن مہم کی میزبانی کی۔ جوگے آرڈر نے اس تقریب پر تنقید کی کہ حکومت نے ایک مخصوص مذہب کی واضح تشہیر کے لئے ٹیکس دہندگان کے فنڈز کا بے دریغ استعمال کیا۔ انہوں نے عیسائیت نواز دیگر حکومتی منصوبوں پر بھی کڑی تنقید کی۔

کورین معاشرے میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔ خاندان اور گھر ٹوٹ رہے ہیں۔ طلاق اور خودکشی کی شرح بہت زیادہ ہے۔ کورین قوم کو دلی سکون اور اطمینان کی تلاش ہے جو عیسائیت اور بدھ مت دینے میں ناکام رہا ہے۔ دراصل انہیں ایک ایسے مذہب کی تلاش ہے جو حقیقت میں پاک اور خالص ہو اور انہیں اطمینان وسکون دے سکے اور ان کی بے قراری اور بے چینی کو دور کر سکے اور سوائے اسلام کے ایسا کوئی مذہب نہیں۔ لیکن کورین معاشرہ میں مذہب اسلام کے بارے میں بڑی لاعلمی پائی جاتی ہے۔ مغربی میڈیا اور عیسائیت کے اسلام مخالف پروپیگنڈا کی وجہ سے کورین قوم کا اسلام کے بارے میں عموماً منفی نقطہ نظر ہے اور یہ اسلام مخالف منفی پروپیگنڈا کورین قوم کی اسلام سے عدم دلچسپی کا باعث ہے۔ وہ

اسلام کو غلطی سے بعض مسلمانوں کے غلط عمل کی وجہ سے ایسا مذہب سمجھ بیٹھے ہیں کہ جو امن اور انسانیت کا دشمن ہے اور دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پہ ظلم روا رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو احیاء اسلام کے لئے مامور کیا ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام کی اصل نمائندہ جماعت ہے۔ آج خلافت احمدیہ کے سایہ تلے جماعت احمدیہ اسلام کی حسین تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے اور اسلام کے متعلق شکوک وشبہات اور غلط فہمیوں کو دور کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کر رہا ہے اور آج دنیا بھر میں لوگ اسلام کی پر امن تعلیم پیش کرنے پہ خلافت احمدیہ کی کاوشوں کو سراہتے ہیں۔ اب اللہ کے فضل سے کورین قوم میں بھی اسلام سے دلچسپی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔

چند سال پہلے مارچ 2019ء کو ایک کورین تنظیم کے تین رکنی وفد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ یہ وفد جنوبی کوریا سے خصوصی طور پر حضور انور سے ملنے حاضر ہوا تھا۔ وفد کے ممبران نے حضور انور کو اپنی تنظیم کا تعارف کروایا نیز دنیا میں کی جانے والی حضور انور کی امن کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے حضور انور کو بین المذاہب امن کانفرنس میں صدارتی خطاب فرمانے کی دعوت دی۔

(The Weekly Ahakam,12thApril2019)

2017ء کے جلسہ سالانہ یوکے میں جنوبی کوریا سے ایک کورین مہمان yeongjin shin نے شمولیت کی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ موصوف پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر ہیں۔ اور اسلام کے بارے میں سٹڈی کر رہے ہیں موصوف نے بتایا کہ میں نے جلسہ سالانہ کے پروگراموں اور حضور انور کے خطابات سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اسلام کے بارہ میں مجھے بہت معلومات ملی ہیں اور میرے علم میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے۔ اس سے قبل میں اس بارہ میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسلام ایک امن وسلامتی کا مذہب ہے اور اسکا دہشتگردی سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 نومبر 2017ء)

حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امن عالم کے حوالہ سے مختلف ممالک میں خطابات کے مجموعہ پہ مشتمل ''دی ورلڈ کرائسز اینڈ پاتھ وے ٹو پیس'' کے کورین ترجمہ کی اشاعت کے دوران خاکسار اور مکرم عقیل الرحمان صاحب پبلشنگ کمپنی کے آفس گئے تو وہاں پبلشنگ کمپنی کی نمائندہ خاتون Yang Okmae نے اس بات کا اظہار کیا کہ پہلے میں سمجھی تھی کہ یہ کتاب دیگر کتب کی طرح ہوگی لیکن مجھے اس کے دیکھنے کے بعد پتہ چلا ہے کہ یہ ایک بڑی اہم کتاب ہے جس میں واقعی دنیا کے امن کا حل بتایا ہے اور آخر پہ یہ ریمارکس دیئے کہ اسلام واقعی امن کا داعی مذہب ہے جو امن عالم کے قیام کے لئے نہ صرف اصول بیان کرتا ہے بلکہ اپنے ماننے والوں کی اس پر عمل کرنے کی تاکید کرتا ہے۔

جب یہ کتاب ایک کورین ہیومن رائٹس کے وکیل کو دی تو انہوں نے کہا کہ میں اسے ضرور پڑھنا چاہوں گا۔ بعد میں ملاقات ہوئی تو موصوف کا کہنا تھا کہ میں نے اس کتاب کو پڑھا ہے اور اس کتاب کے اندر جو مذہبی اور سیاسی راہنماؤں کو جماعت احمدیہ کے خلیفہ نے خطوط لکھے ہیں وہ میرے لئے دلچسپی کا باعث تھے۔ اور یہ کہا کہ اگر دنیا کے لیڈر اس پر غور کریں اور عمل کریں تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ بدقسمتی ہوگی ہے کہ یہ

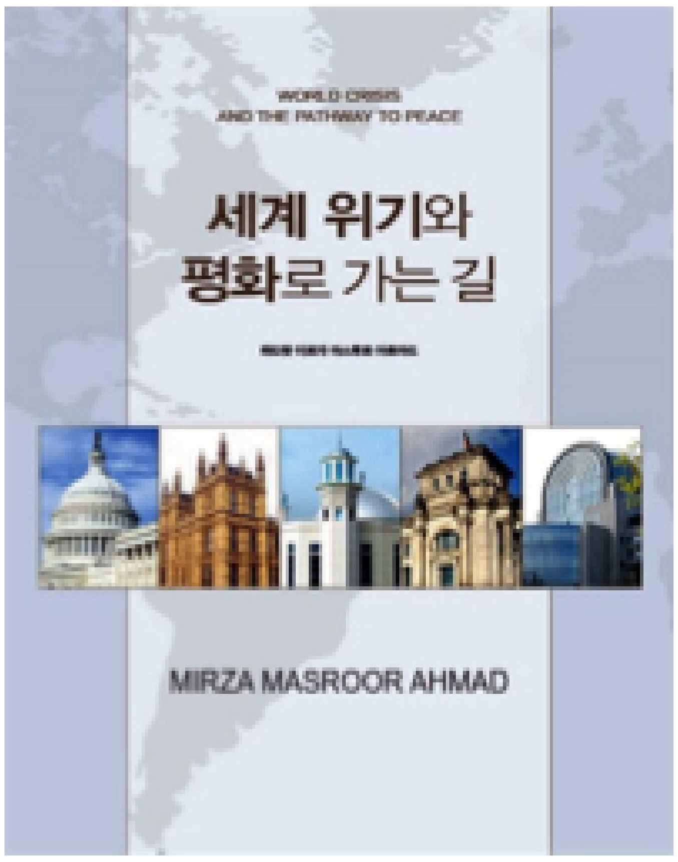

لیڈرز اپنے مفادات کی وجہ سے ان باتوں پر کان نہ دھریں۔

کورین قوم ایک عمدہ مذہب کی تلاش میں ہے اور مذہب اسلام کو جاننے اور سمجھنے کی جستجو کی ایک نمایاں جھلک اس میں دکھائی دیتی ہے۔ خاکسار کو اس بات کا تجربہ جنوبی کوریا میں اپنے قیام کے دوران مختلف مواقع پر ہوا۔ بک فیئر میں خاصی بڑی تعداد میں یونیورسٹی کے نوجوان طلباء اور سکول کے بچے مذہب اسلام کے بارے میں جاننے کے لئے جماعت احمدیہ کے بک سٹال پر آتے اور بڑی دیر تک قرآن کریم کا کورین ترجمہ پڑھتے اور دیگر لٹریچر کا بغور مطالعہ کرتے اور اسلام کے بارے میں مختلف سوالات پوچھتے۔ ان کے سوال پوچھنے اور جواب سننے کے انداز سے انکی اسلام سے دلچسپی کا عنصر نمایاں نظر آتا۔ وہ جماعتی لٹریچر شکریہ کے ساتھ بخوشی قبول کرتے۔ کورین معاشرے میں بعض ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اسلام کے بارے کتب تحریر کی ہیں۔ ان شخصیات میں پروفیسر ہیسولی (HeeSooLee) ہیں جو کہ ہنینگ یونیورسٹی میں کلچرل انتھراپالوجی ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے متعدد کتابیں اسلام کے بارے میں تصنیف کی ہیں۔ ان کی ایک کتاب اسلام اور کورین کلچر کافی مقبول ہے۔ خاکسار کے رابطہ کرنے پر موصوف نے احمدیت میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے احمدیت کا دیگر اسلامی فرقوں سے فرق پر مشتمل جماعتی کتب بھجوانے کا کہا۔ موصوف کو جماعتی لٹریچر دیا جو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ ایک پروفیسر جونگ من سو (Jeongmin Seo) ہیں جو کہ ہنکوک یونیورسٹی آف فارن سٹڈی میں مڈل ایسٹ اور افریقن سٹڈی کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ خاکسار نے احمدیت کے بارے میں ان کو کتب دیں جو موصوف نے شکریہ کے ساتھ قبول کیں۔ ان کی ایک کتاب ڈکشنری آف اسلام ہے جس میں انہوں نے دیگر اسلامی فرقوں کے علاوہ جماعت احمدیہ کا بھی تقریباً دو صفحات پر مشتمل ذکر کیا۔

جولائی 2019ء میں Juwon Park نامی ایک کورین خاتون ربوہ تشریف لائیں۔ موصوفہ لا مذہب ہیں۔ خاکسار نے موصوفہ کو جماعت کا تعارف کروایا۔ اس خاتون نے ہستی باری تعالیٰ کے بارے میں سوالات کئے۔ موصوفہ نے اس بات کا اظہار کیا کہ اگرچہ انکی مذہب کے بارے میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لیکن یہ گفتگو ان کے لئے دلچسپ رہی ہے اور وہ مزید اس بارے میں جاننے کی کوشش کریں گی۔ ایک کورین خاتون Gungah Lee نے اپنے دورہ کینیڈا کے دوران بیعت کرنے کی توفیق پائی۔

ایک کورین chang kingsou نامی عیسائی خاتون جو جنوبی کوریا میں مقیم پاکستانی احمدی فیملی کے ذریعہ جماعت کے قریب ہوئیں۔ یہ خاتون لجنہ کے اجلاس میں بھی شرکت کرتیں۔ موصوفہ بیمار ہوئیں تو احمدی فیملی نے ان کی عیادت کی اور اپنے ساتھ کورین زبان میں جماعتی لٹریچر پڑھنے کے لئے موصوفہ کو دیا جس میں اسلامی اصول کی فلاسفی کتاب کا کورین ترجمہ بھی شامل تھا۔ جب وہ احمدی فیملی دوبارہ اس خاتون کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں تو خاتون نے بتایا کہ وہ رات کو یہ کتاب پڑھتے پڑھتے سو گئیں تھیں تو رات خواب میں اس نے نورانی چہرے والے بزرگ کو سفید چولہ میں ملبوس دیکھا ہے جنکی تصویر اس کتاب کے اندر ہے۔ کتاب کے اندر وہ شبیہ مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی جس کا ذکر موصوفہ کر رہی تھیں کہ اس نے ان بزرگ کو دیکھا ہے۔ احمدی فیملی نے موصوفہ کو بتایا کہ یہ خدا کی طرف سے تمہاری راہنمائی کی گئی ہے۔ اس خاتون نے جماعت میں دلچسپی لینا شروع کر دی لیکن چرچ کے دباؤ سے بیعت نہ کی۔

آج جماعت احمدیہ خلافت کی راہنمائی میں کوریا اور اقوام عالم میں اسلام کی صحیح تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ نام نہاد مسلمانوں کے غلط عمل سے اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کر رہی ہے۔ اور اسلام پہ بیرونی حملوں کا دفاع کر رہی ہے۔ کوریا میں کورین زبان میں جماعتی لٹریچر موجود ہے جو لوگوں کے دلوں سے اسلام کے بارے میں جنم لینے والی غلط فہمیوں کو دور کر رہا ہے۔ جماعتی لٹریچر ملک کی بڑی لائبریریوں میں موجود ہے جس سے لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ بہت سے کورین اسلام کے بارے میں اعتراضات کا جواب پاکر اسلام کے خلاف اپنی منفی سوچ کو بدل رہے ہیں۔ وہ وقت دور نہیں جب لوگ عیسائیت اور دہریت کے آسیب سے نکل کر احمدیت کے حصار میں داخل ہوں گے۔ بالآخر حق کے متلاشی اور سعید فطرت لوگ احمدیت کو قبول کریں گے۔ انشاء اللہ مستقبل میں کورین قوم اور دیگر تمام اقوام احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے وابستہ ہوں گی اور وہ دن دور نہیں جب لوگ عیسائیت اور دہریت سے بیزار ہو کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف توجہ کریں گے۔ ہر طلوع ہونے والا دن احمدیت کی فتح وظفر کا آئینہ دار ہے۔ دنیا کا کوئی معروف ملک نہیں جہاں احمدیت کا شجر نہ لگ چکا ہو۔ مشرق میں آباد اقوام ہوں یا مغرب میں۔ جنوب میں ہوں یا شمال میں۔ ہر قوم اس چشمہ سے پانی پی رہی ہے اور مختلف اقوام کے لوگ رنگ ونسل کی تمیز سے بالا شجر احمدیت کے زیر سایہ خدمت اسلام پر کمربستہ ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اقوام عالم میں احمدیت کے پھیلنے کے بارے میں عظیم الشان بشارتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ آپؑ نے متعدد بار سلسلہ احمدیہ کے دنیا کے تمام ممالک اور اقوام میں پھیلنے کا بڑی تحدی اور جلال کے ساتھ اعلان فرمایا۔

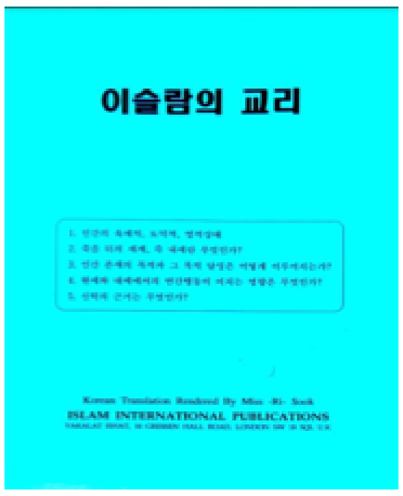

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''اے تمام لوگو! سن رکھو کہ

یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 66-67)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی مقبولیت اور عظیم الشان عالمگیر انقلاب اور غلبہ کا ذکر ان پرشوکت الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

’’دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہو گا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد،17صفحہ 182)

اب اللہ کے فضل سے 2015ء میں جنوبی کوریا کے ہمسایہ ملک جاپان میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر ہو چکی ہے۔ جاپان میں مسجد کی تعمیر سے مشرق بعید میں احمدیت کے نئے باب کا اضافہ ہوا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر سے خطے میں احمدیت کی ترقی کی داغ بیل پڑ چکی ہے اور جزیرہ نما کوریا میں جماعت کی ترقی کے نئے راستے کھلنے کا امکان پیدا ہوا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جاپان میں مسجد کی تعمیر کے تاریخی موقعہ پر دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے کہ:

’’یہ مسجد نہ صرف جاپان بلکہ جو شمال مشرقی ایشیائی ممالک چین، کوریا، ہانگ کانگ، تائیوان وغیرہ ہیں، ان میں جماعت کی پہلی مسجد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو باقی جگہوں میں بھی راستے کھولنے کا ذریعہ بنائے اور وہاں بھی جماعتیں ترقی کریں اور مسجدیں بنانے والی ہوں۔‘‘ آمین

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 نومبر 2015ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

جماعت احمدیہ جاپان کی پہلی مسجد۔ مسجد بیت الاحد

محمود احمد ملہی۔ جرمنی

یاد رفتگان

مکرم چوہدری عبد اللہ مرحوم کا ذکر خیر

جماعت احمدیہ کولون کے ایک بہت پیارے مخلص اور دیرینہ خادم مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب مورخہ 14 دسمبر 2020ء کرونا وائرس کی وجہ سے بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب مرحوم اپریل 1952ء میں راولپنڈی میں پیدا ہوئے، آپ کا آبائی گاؤں: چک سکندر ضلع گجرات ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام چوہدری عبد الغنی صاحب ابن حضرت مولوی عبد العزیز صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحوم ہے۔ حضرت مولوی عبد العزیز صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔

یعنی مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب مرحوم، صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے تھے اور آپ کی رگوں میں صحابی حضرت مسیح موعودؑ کا مبارک خون دوڑ رہا تھا۔ آپ 1968ء میں جرمنی تشریف لائے، آپ کے دو بھائی ہیں، ایک مکرم شکور احمد صاحب ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگ کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور آپ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب کے پسماندگان میں اہلیہ، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔

آپ نہایت ہی شفیق انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل اور پختہ ایمان تھا، خلافت سے محبت کرنے والے، نماز روزہ کے پابند، خوش گفتار، ملنسار، خدمت گزار اور ہمیشہ مسکرانے والا وجود تھے، عزیزوں رشتہ داروں کا خیال رکھنے والے، غریب پرور انسان تھے، واقفین زندگی کا خیال رکھنے والے، جماعتی عہدیداروں کا احترام کرنے والے، مالی قربانی میں پیش پیش، باشرح چندہ ادا کرنے والے اور دعا گو انسان تھے، آپ کے رشتہ داروں نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، لیکن آپ کی سب سے بڑی خوبی جو ہم نے دیکھی وہ یہ تھی کہ آپ نے کبھی بھی نماز نہیں چھوڑی، بے شک کتنی ہی ناساز طبیعت ہوتی مگر آپ نماز ضرور ادا کرتے۔ آپ نے اپنے بہن بھائیوں، رشتہ داروں سے ہمیشہ بہت ہی پیار کا تعلق رکھا صرف اپنوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ غیروں سے بھی بہت پیار کرتے اور خیال رکھتے تھے۔ آپ کسی اجنبی سے بھی ملتے تو خندہ پیشانی سے ملتے اور اجنبی خیال کرتا کہ آپ مجھے شاید بہت پہلے سے اچھی طرح جانتے ہیں۔

پاکستان میں رہنے والے ایک وقف زندگی نے آپ کی وفات پر تحریراً اظہار افسوس کیا، خاکسار اس میں سے کچھ باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہے، میں سمجھتا ہوں کے یہ تحریر چوہدری صاحب مرحوم کی بے شمار خوبیوں اور صفات کی ایک چھوٹی سی جھلک پیش کرتی ہے۔

آپ لکھتے ہیں، چوہدری عبد اللہ صاحب نہایت ہی شفیق انسان تھے۔ آج سے چار سال قبل ان سے تعارف واٹس ایپ گروپ کے ذریعہ ہوا جب انہوں نے اس گروپ میں تعارف کروایا کہ ان کا تعلق چک سکندر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات سے ہے تو چونکہ میرا تعلق بھی چک سکندر سے قریب ایک گاؤں سے ہے اس طرح ان سے ذاتی رابطہ ہوا۔ پھر روز ان کی طرف سے دعائیہ پیغام ضرور آتے جس میں کبھی مجھے دعائیں دیتے اور بعض دفعہ جب ان کے کوئی عزیز رشتہ دار بیمار ہوتا تو ضرور ان کی صحت یابی کے لئے دعا کا کہتے۔

پھر 2018ء جون جولائی میں ان کا میسج آیا کہ میں اس دفعہ قادیان جانا چاہتا ہوں لیکن طبیعت خراب رہتی ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے تو بہت خوشی ہوئی کہ اس سال میں بھی مع فیملی قادیان جا رہا تھا۔ نومبر کے شروع میں انکی طرف سے میسج آیا کہ چند سکے آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں اس سے قادیان جانے کی تیاری کریں اور دعا کریں کہ میں بھی سفر میں بخیریت رہوں (یہ ان کے مخصوص الفاظ تھے جب بھی عید آتی بچوں کو ضرور عیدی بھجواتے اور ساتھ لکھتے کہ یہ چند سکے عیدی) پھر نومبر میں ہی آپ انڈیا چلے گئے اور ان کی مختلف مقامات کی سیر کی تصاویر آنے لگیں اور پھر آخر دسمبر میں جب میں قادیان گیا تو بلمشافہ ملاقات ہوئی۔ جس سے دل بہت خوش ہوا۔

اسی طرح جب آپ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خط لکھتے تو بعض دفعہ وہ خط مجھے بھی بھجواتے کہ حضور کی خدمت میں یہ خط لکھا ہے۔ اپنی خوشیوں میں شامل کرتے۔

جون 2022ء میرے والد صاحب کی اچانک طبیعت خراب ہوئی جب چوہدری عبد اللہ صاحب کو بتایا تو روز ان کا فون آنے لگا اور والد صاحب کے لئے پریشان ہونے لگے پھر انہوں نے علاج کے لئے رقم بھی بھجوائی۔ مگر جو اللہ کو منظور تھا والد صاحب 3 جولائی کو وفات پا گئے۔ جس پر انہوں نے تعزیت کا فون کیا تو دل کو بہت تسلی ہوئی۔

مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کس طرح آپ سب سے تعزیت کروں کیونکہ وہ ایک ایسا وجود تھے جن کی کمی پوری ہونا ناممکن ہے مجھ جیسا کہ جو صرف چار سال میں آپ کا گرویدہ ہو گیا اور آپ سب جن کے والد تھے اور بچپن سے آپ سب نے ان کا پیار دیکھا آپ کو کیسے تسلی دوں بہرحال،

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل جاں فدا کر

اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے، تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آپ کے تمام پیاروں کا حامی و ناصر ہو، اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو مکرم چوہدری عبد اللہ صاحب مرحوم کی تمام نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:۔

’’ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔ باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ یہی بدظنی، منصوبہ بازی، تکبر، دوسرے کی تحقیر، غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں، شرک، ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی۔ میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔‘‘

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 20 صفحہ 231)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام... از صفحہ 5

ہوں کہ ایسی گندی گالیاں میں نے تو کبھی کسی چوڑے چمار سے بھی نہیں سنی ہیں جو اِن مسلمان کہلانے والوں سے سنی ہیں۔ ان گالیوں میں یہ لوگ اپنی حالت کا اظہار کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ وہ فاسق و فاجر ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور ان پر رحم کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 203-205 ایڈیشن 1985ء)

ایام قیام لاہور میں حضور کو بہت ہی مصروفیت رہا کرتی تھی۔ کیونکہ حضور کے لاہور پہنچتے ہی سارے شہر میں ہلچل مچ گئی اور ایک شور برپا ہوگیا۔ جس کی وجہ سے ہر قسم کے لوگ اس کثرت سے آتے رہتے تھے کہ خلق خدا کا تانتا بندھا رہتا اور رجوع کا یہ عالم تھا کہ باوجود مخالفانہ کوششوں اور سخت روکوں کے لوگ جوق در جوق لوہے کی طرح اِس مقناطیس کی طرف کھنچے چلے آتے۔ مولویوں کے فتووں کی پرواہ کرتے نہ ان کی دھمکیوں سے ڈرتے۔ اپنے بھی آتے اور بیگانے بھی۔ دوست بھی اور دشمن بھی۔ موافق بھی اور مخالف بھی۔ محبت سے بھی اور عداوت سے بھی۔ علماء بھی آتے اور امراء بھی۔ الغرض عوام اور خواص، عالم اور فاضل، گریجوایٹ اور فلاسفر، ہر طبقہ اور ہر رتبہ کے لوگ جمع ہوتے اپنے علم و مذاق کے مطابق سوالات کرتے اور جواب پاتے تھے۔ اس اقبال اور رجوع خلق کو دیکھ کر مولوی لوگوں کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے۔ وہ اس منظر کو برداشت نہ کر سکے اور آپے سے باہر ہو گئے۔ انہوں نے بالمقابل ایک اڈا قائم کیا جہاں ہر روز مخالفانہ تقریریں کرتے۔ گالی گلوچ اور سب وشتم کا بازار گرم رکھتے۔ افتراء پردازی اور بہتان طرازی کے ایسے شرمناک مظاہرے کرتے کہ انسانیت ان کی ایسی کرتوتوں پر سر پیٹتی اور اخلاق و شرافت کا جنازہ اٹھ جاتا۔ توہین و دل آزاری اتنی کرتے کہ قوت برداشت اس کی متحمل نہ ہوسکتی۔ مجبور ہو کر، تنگ آ کر بعض دوستوں نے حضرت کے حضور اپنے درد کا اظہار کیا تو حضورؑ نے یہی نصیحت فرمائی کہ:

’’گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو‘‘

صبر کرو اور ان کی گالیوں کی پرواہ نہ کیا کرو۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی نکلتا ہے۔ دراصل ان کو سمجھ نہیں کیونکہ اس طرح تو وہ آپ ہماری فتح اور اپنی شکست کا ثبوت بہم پہنچاتے ہماری صداقت اور اپنے بطلان پر مہر تصدیق لگاتے ہیں۔ منہ پھیر کر، کان لپیٹ کر نکل آیا کرو۔

کہتے ہیں ’’صبر گرچہ تلخ است لٰکن برِشیریں دارد‘‘

صبر کا اجر ہے حضور پر نور کی یہ نصیحت کارگر ہوئی۔ غلاموں نے کانوں میں روئی ڈال کر، کلیجوں پر پتھر باندھ کر یہ سب وشتم سنا اور برداشت کیا۔ اف تک نہ کی اور اپنے آقا نامدار کی تعلیم پر ایسی طرح عمل کر کے دکھایا کہ جس کی مثال قرونِ اولیٰ کے سوا بہت ہی کم دنیا میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کے خوش کن نتائج اور ثمرات شیریں بھی ملنے شروع ہو گئے اور باوجود مخالفوں کی مخالفت کے علیٰ رغم انف، سلیم الطبع اور شریف المزاج انسانوں نے اس زمانہ میں اس کثرت سے بیعت کی کہ ہمارے اخبارات ان اسماء کی اشاعت کی گنجائش نہ پا سکے اور اعلان کیا کہ ’’بقدر گنجائش اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بتدریج اسماء بیعت کندگان شائع کئے جاتے رہیں گے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 388-389)

فقہی کارنر

مرکز میں نمازوں کا قصر جائز ہے

نماز کے قصر کرنے کے متعلق سوال کیا گیا کہ جو شخص یہاں (قادیان) آتے ہیں وہ قصر کریں یا نہ؟

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرمایا:

جو شخص تین دن کے واسطے یہاں آوے اس کے واسطے قصر جائز ہے۔ میری دانست میں جس سفر میں عزم سفر ہو پھر خواہ وہ تین چار کوس ہی کا سفر کیوں نہ ہو اس میں قصر جائز ہے۔ یہ ہماری سیر سفر نہیں ہے۔ ہاں اگر امام مقیم ہو تو اس کے پیچھے پوری ہی نماز پڑھنی پڑے گی۔ حکام کا دورہ سفر نہیں ہوسکتا۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی باغ کی سیر کرتا ہے۔ خواہ نخواہ قصر کرنے کا کوئی وجود نہیں۔ اگر دوروں کی وجہ سے انسان قصر کرنے لگے تو پھر یہ دائمی قصر ہوگا جس کا کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے۔ حکام کہاں مسافر کہلا سکتے ہیں۔ سعدیؒ نے بھی کہا ہے۔

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفعت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت

(الحکم 24 اپریل 1903ء صفحہ 10)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

الفضل، ایک دستر خوان ہے

نعمتیں چن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے

منصورہ فضل من۔ قادیان

غزل

خوشبو میں نہائے ہوئے خوابوں کی طرح ہے
وہ شخص تروتازہ گلابوں کی طرح ہے
انگور کا پانی ہی ضروری نہیں ساقی
دلبر کی زیارت بھی شرابوں کی طرح ہے
اب چونکہ چنانچہ کی ضرورت نہیں کوئی
وہ سارے سوالوں کے جوابوں کی طرح ہے
پوچھے جو کوئی اہلِ سخن اس کا تعارف
کہنا وہ محبت کے نصابوں کی طرح ہے
دل اس کی محبت میں ہے سرشار مبارک
جس شخص کی محفل بھی ثوابوں کی طرح ہے

مبارک صدیقی۔ لندن

ایک سبق آموز بات

قابل قدر انسان

آئن اسٹائن نے کہا ہے کہ ’’ایک کامیاب انسان کی بجائے ایک قابل قدر انسان بننے کی کوشش کرو‘‘

(مرسلہ: کاشف احمد)

طلوع وغروب آفتاب

14/اکتوبر2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:00	17:57
مدینہ منورہ	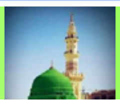	05:01	17:56
قادیان		05:10	17:58
ربوہ		04:50	17:38
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:55	18:13